لجنہ اماء اللہ کینیڈا

النساء

ستمبر تا اکتوبر 2018ء

جلد # 30۔ شمارہ نمبر 3

محبتِ الٰہی

اعلانات برائے النساء

- رسالہ النساء میں اُردو یا انگریزی میں کسی بھی قسم کا اعلان چھپوانے کے لیئے اپنے حلقہ کی صدر صاحبہ یا سیکرٹری اشاعت سے رابطہ کریں۔
- ممبرات بغرض دُعا درج ذیل عنوانات کے تحت اعلانات بھجوا سکتی ہیں
  - بچوں کی ولادت پر
  - بچوں کے قرآن کریم مکمل ہونے پر یا تقریب آمین کے لیئے
  - منگنی، نکاح، شادی یا ولیمہ کی تقریب کے لیئے
  - متفرق دُعائیہ درخواست
- اعلان کے لیئے کم از کم چندہ اعانت 10 ڈالر
- ذیل میں دُعائیہ اعلان کے لیئے ایک فارم نمونہ کے طور پر دیا جارہا ہے۔ جس میں اعلان کے لیئے اپنی ضرورت کے مطابق تحریر لکھ کر اور اعلان کے لیئے چندہ سیکرٹری مال صاحبہ کو ادا کرنے کے بعد رسید اور اعلان کی کاپی النساء کے ای میل پر ارسال کر دیں۔ جزاکم اللہ۔

Email النساء: annisaa@lajna.ca

قُرّۃ اعین
اعانت:
والدین کے نام
جماعت
تاریخ پیدائش
نام
وقفِ نو
بزرگ
بزرگ
صحابی

تقریب آمین
اعانت:
والدین کے نام
جماعت
بچے کا نام
تاریخ تکمیل
عمر
قرآن کریم پڑھانے والی ٹیچر کا نام
ددھیال کے بزرگ
ننیہال کے بزرگ

تقریب نکاح، شادی، ولیمہ
اعانت:
والدین کے نام
جماعت
دلہن، دلہا کے نام
تاریخ تقریب
مقام تقریب
مختصر پروگرام تقریب
ددھیال کے بزرگ
ننیہال کے بزرگ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡدِ

النساء

لجنہ اماء اللہ کینیڈا

مذہبی، علمی و ادبی مجلّہ

جلد# 30۔ ستمبر تا دسمبر 2018ء۔ شمارہ نمبر 3

نگرانِ اعلیٰ

مکرم و محترم ملک لال خان صاحب

امیر جماعت احمدیہ کینیڈا

زیرِ نگرانی

مکرمہ و محترمہ امتہ السلام ملک صاحبہ

صدر لجنہ اماء اللہ کینیڈا

نیشنل سیکرٹری اشاعت

کشور چوہدری صاحبہ

مدیرہ اُردو

فرزانہ سنوری صاحبہ

پروف ریڈرز

امتہ الرفیق ظفر صاحبہ، طاہرہ نسیم صاحبہ، عنبرین منظور صاحبہ

اُردو کمپوزنگ اور تزئین و زیبائش

ناصرہ نسیم صاحبہ، ثمرہ ندیم صاحبہ، تحمیدہ ولی صاحبہ،
مبشرہ محمود صاحبہ، ھالہ زینب صاحبہ

پبلشر

جیمنک گرافکس

عنوانات

کلامِ الٰہی، کلامِ رسول ﷺ، کلامِ امام الزماں علیہ السلام	1
اداریہ	2
خطبہ جمعہ	3
حضرت مسیح موعودؑ کی مطالعہ کتب کی عادت اور آپؑ کی کتب کو پڑھنے کی اہمیت	10
تعلق باللہ	11
صحابیاتِ رسولؐ کے ایمان افروز واقعات	15
نظم۔ میری والدہ، اعلانات	20
خدا تعالیٰ کا قُرب پانے کے راستے	21
غیبت ایک گناہ	22
القرآن فیہ شفاءٌ للناس	23
ہومیوپیتھک طریقہ علاج	24
پانی ہے زندگی	25
بچپن کا دسمبر	26
متفرقات	27
ایک یادگار ادبی شام	28
صفحۂ ناصرات	29

النساء میں اشتہار دیئے جانے کے لئے

1- ایک پورے صفحہ کا اشتہار: -/ $250

2- آدھے صفحہ کا اشتہار: -/ $150

3- 1/4 صفحہ کا اشتہار: -/ $100

اشتہار ارسال کرنے کیلئے email: annisaa@lajna.ca

کلامِ الٰہی

يُحِبُّونَهُمْ كَحُبِّ اللَّهِ ۖ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِّلَّهِ ۗ

(سورۃ البقرہ: آیت 166)

وہ اُن سے اللہ سے محبت کرنے کی طرح محبت کرتے ہیں۔ جبکہ وہ لوگ جو ایمان لائے اللہ کی محبت میں (ہر محبت سے) زیادہ شدید ہیں۔

(سورہ البقرہ: آیت 166)

قُلْ إِن كُنتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ ۗ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝ (سورۃ آل عمران: آیت 32)

تُو کہہ دے اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا۔ اور اللہ بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔ **(سورہ آل عمران: آیت 32)**

کلامِ رسول ﷺ

عَنْ سَهْلِ ابْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: جَآءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ: دُلَّنِيْ عَلٰى عَمَلٍ إِذَا عَمِلْتُهُ اَحَبَّنِيَ اللّٰهُ وَ اَحَبَّنِيْ النَّاسُ، فَقَالَ اِزْهَدْ فِي الدُّنْيَا يُحِبَّكَ اللّٰهُ وَازْهَدْ فِيْمَا فِيْ اَيْدِي النَّاسِ يُحِبُّوْكَ۔

(ابن ماجہ۔ باب الزھد فی الدنیا)

حضرت سہلؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول ﷺ! مجھے کوئی ایسا کام بتایئے کہ جب میں اُسے کروں تو اللہ تعالیٰ مجھ سے محبت کرنے لگے اور باقی لوگ بھی مجھے چاہنے لگیں۔ آپؐ نے فرمایا: دُنیا سے بے رغبت اور بے نیاز ہو جاؤ۔ اللہ تعالیٰ تجھ سے محبت کرنے لگے گا جو کچھ لوگوں کے پاس ہے اس کی خواہش چھوڑ دو۔ لوگ تجھ سے محبت کرنے لگ جائیں گے۔ (ابن ماجہ۔ باب الزھد فی الدنیا)

کلامِ امام الزماں علیہ السلام

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں

"یہ بالکل سچ ہے کہ جس قدر اللہ تعالیٰ کی ہستی اور اس کی عظمت پر ایمان ہو گا۔ اُسی قدر اللہ تعالیٰ سے محبت اور خوف ہو گا ورنہ غفلت کے ایام میں جرائم پر دلیر ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ سے محبت اور اسکی عظمت اور جبروت کا رُعب اور خوف ہی دو ایسی چیزیں ہیں جن سے گناہ جل جاتے ہیں اور یہ قاعدہ کی بات ہے کہ انسان جن اشیاء سے ڈرتا ہے، پرہیز کرتا ہے۔ مثلاً جانتا ہے کہ آگ جلا دیتی ہے اس لئے آگ میں ہاتھ نہیں ڈالتا۔ یا مثلاً اگر یہ علم ہو کہ فلاں جگہ سانپ ہے تو اس راستہ سے نہیں گذرے گا۔ اسی طرح اگر اس کو یہ یقین ہو جاوے کہ گناہ کا زہر اسکو ہلاک کر دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی عظمت سے ڈرے اور اس کو یقین ہو کہ وہ گناہ کو ناپسند کرتا ہے اور گناہ پر سخت سزا دیتا ہے تو اس کو گناہ پر دلیری اور جرأت نہ ہو۔ زمین پر پھر اس طرح سے چلتا ہے جیسے مردہ چلتا ہے۔ اس کی رُوح ہر وقت خدا تعالیٰ کے پاس ہوتی ہے۔ یہ امور ہیں جو ہم اپنی جماعت میں پیدا کرنا چاہتے ہیں اور ان کی ہی اشاعت ہمارا مقصود ہے"۔ (ملفوظات جلد 4 صفحہ 404)

اداریہ

ربِّ رحیم سے محبت انسان کی پیدائش کا تقاضا ہے۔ لیکن کیا آپ نے کبھی اپنے ارد گرد جائزہ لیا ہے کہ ہمارا رحمٰن اور رحیم رب کس طرح ہمیں ہماری تمام تر کوتاہیوں اور کمزوریوں کے باوجود نوازتا ہے۔ اب یہ انسان کا کام ہے کہ وہ رحمن خدا کی رحمانیت اور رحیمیت کو پہچانے اور اپنی زندگی کے مقصد کو پانے کی کوشش کرے۔

سوال یہ ہے کہ انسان خدا تعالیٰ کی عنایات کو پہچاننے کی جستجو کیوں کرے؟ اسکا سب سے پہلا جواب ہمیں قرآن کریم کی پہلی سورۃ یعنی سورۃ فاتحہ سے ہی مل جاتا ہے۔ اس سورۃ میں انسان پر عائد ذمہ داریوں کو آسان رنگ میں یُوں سمجھایا گیا ہے کہ کسی دہریہ کو بھی صحیح راستہ پر چلنے کا پتہ مل جائے۔ آج کی دُنیا میں جو ایک اہم تعلیم دی جاتی ہے وہ یہ ہے کہ ہر ایک انسان معاشرہ کا پُرامن فرد بنے۔ سورۃ فاتحہ کی پہلی آیت سے لے کر آخری ہمیں بہت عمدگی سے ایک بہترین انسان بننے کی ترغیب دیتی ہے اور اسکے ساتھ ہی خدا تعالیٰ سے قریب ہونے کے راستے بھی متعین ہوتے نظر آتے ہیں۔

رحمٰن خدا انسان کی کوتاہیوں اور کمزوریوں کی پردہ پوشی کرتے ہوئے انسان کو کبھی سزا نہیں دیتا بلکہ معاف کرتا ہے اور اپنی رحیمیت کے سائے میں پناہ بھی دیتا ہے۔ ہم سب جانتے ہیں کہ خدا تعالیٰ اپنے بندوں کو اس کا قرب پانے کا ہر راستہ بتاتا ہے۔ جیسا کہ فرمایا

اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ ؕ یعنی مجھے پکارو میں تمہیں جواب دوں گا (المومن:40)

اسی طرح متعدد بار اللہ تعالیٰ بندے کو اُس کی توفیق کے مطابق کوششیں کرنے کا موقع عطا کرتا ہے تاکہ بندہ مایوس نہ ہو اور کمزوری اور طاقت، دونوں حالتوں میں اپنے رب کا شکر گزار بنے۔ تا اپنے رب کا قرب پانے کی راہ تلاش کر سکے۔

ہم جانتے ہیں کہ خدا تعالیٰ اپنے بندے کی کوششوں کو رائیگاں نہیں جانے دیتا اور کسی نہ کسی رنگ میں اپنے قریب ہونے کا پتہ دیتا ہے۔ جیسا کہ وہ انسان جو اپنے رب سے محبت رکھتا ہو تو چاہے وہ کیسی ہی پریشانی کا شکار ہو۔ خدا تعالیٰ پر توکل کے باعث وہ اپنی کوششوں میں کمی نہیں آنے دیتا اور اس طرح آزمائش کا وقت ٹل جاتا ہے۔ یوں انسان خدا تعالیٰ کے مزید قریب ہو جاتا ہے۔ لیکن ایک کمزور ایمان والا شخص بھی رحمٰن و رحیم خدا کی عنایات سے مفرّ نہیں ہوتا۔

خدا تعالیٰ اپنی غفور و رحیم کی صفت کے تحت اپنے بندے کو صراطِ مستقیم پر چلنے اور اپنے محبوب پروردگار کا قرب پانے کے ذرائع حاصل کرنے کے اطوار بتاتا ہے تاکہ کوئی انسان اپنی زندگی کے مقصد کو پانے میں ناکام نہ ہو۔ خدا کرے کہ ہم بھی ہر راہ سے خدا تعالیٰ کے پیارے بندے بننے کی توفیق پا سکیں۔ آمین۔

مدیرہ

رسالہ النساء کے لئے درج ذیل بہنوں کی نگارشات گزشتہ چند ماہ کے عرصہ میں موصول ہوئیں۔ یہ مضامین وقتاً فوقتاً شاملِ اشاعت رہیں گے۔ انشاء اللہ۔

مضمون	پیشکش	جماعت
الصلوۃ مخ العبادۃ	ماریہ احمد مرزا	مسی ساگا ویسٹ
نماز کی برکت	غزالہ لقمان	ویسٹن نارتھ ویسٹ
ایک احمدی کی کہانی اُس کی اپنی زبانی	نجمہ رزاق	ویسٹن ازلنگٹن
حسن اخلاق انسانیت کی معراج	سمیر اداؤد	ویسٹن ازلنگٹن
ماؤں کا اگلی نسل کی تربیت میں کردار	لجنہ ونڈسر	ونڈسر
ہو جاؤ خدا کے تم آجائے گی خود دُنیا	فرزانہ سنوری	احمدیہ ابوڈ آف پیس
ناصرات کا جذبہ خدمتِ دین		
نظم۔ خلافت خدا کا انعام	نصرت نعیم	ایمری ویلج
مزاحیہ نظم۔ شوہر کی فریاد، پہیلی	طاہرہ محبوب	ایئرڈری، کیلگری
نظم۔ نواسی کے لیئے	روبینہ نسرین	سرے ساؤتھ، وینکوور
نظم۔ وہ اعلیٰ تھا وہ اعلیٰ ہے	رابعہ عرفان	نیومارکیٹ
نظم۔ صدائے کلمہ	نادیہ خلیفہ	وُوڈبرج
نظم۔ عہدِ وفا۔ انعم کی وفات پر	مبارکہ ابرار	ہیپل
نظم۔ دجالی طلسم	عفت یاسمین	مارکھم
نظم۔ تہذیب نو	نجمہ رزاق	ویسٹن ازلنگٹن
نظم۔ تعلق کچھ نہیں	راشدہ مظہر	ویسٹن ازلنگٹن
نظم	آسیہ ناصر	احمدیہ ابوڈ آف پیس
غزل۔ گناہواں رنگے	امتہ المتین خان	کیلگری ساؤتھ
اقوال۔ نظم، نذرانہ عقیدت	امتہ السلام انور	کیلگری میکنائیڈ
پکوان، مچھلی کے کباب	راشدہ طاہر	ونڈسر
پکوان، فلاڈلفیا چیز کیک	شفق احمد	ملٹن ویسٹ

خطبہ جمعہ

ایک مومن کو، ایک ایسے شخص کو جو یہ دعویٰ کرتا ہے کہ مَیں خدا تعالیٰ پر ایمان رکھتا ہوں، اللہ تعالیٰ کے اس حکم کو ہمیشہ پیشِ نظر رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں عبادت کے لئیے پیدا کیا ہے

اللہ تعالیٰ نے ہمیں عبادت کے طریق بھی بتائے ہیں جن میں عملی حصہ بھی ہے۔یعنی ظاہری حرکات وسکنات اور دعاؤں کے الفاظ بھی ہیں جسے ذکر بھی کہہ سکتے ہیں۔ نماز میں یہ دونوں باتیں موجود ہیں۔یعنی ظاہری حرکات بھی ہیں اور ذکر بھی ہے۔ دعائیں بھی ہیں۔ لیکن نمازوں کے علاوہ بھی ذکر اور دعائیں اور خدا تعالیٰ کو یاد رکھنا ایک مومن کا کام ہے۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المؤمنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 16 فروری 2018ء بمطابق 16 / تبلیغ 1397 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن، لندن

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ - بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ۝ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۝ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۝ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۝

ایک مومن کو، ایک ایسے شخص کو جو یہ دعویٰ کرتا ہے کہ مَیں خدا تعالیٰ پر ایمان رکھتا ہوں، اللہ تعالیٰ کے اس حکم کو ہمیشہ پیشِ نظر رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں عبادت کے لئیے پیدا کیا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ (الذاریات:57) یعنی ہم نے جنّ و انس کو عبادت کے لئیے پیدا کیا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ہمیں عبادت کے طریق بھی بتائے ہیں جن میں عملی حصہ بھی ہے۔یعنی ظاہری حرکات وسکنات اور دعاؤں کے الفاظ بھی ہیں جسے ذکر بھی کہہ سکتے ہیں۔ نماز میں یہ دونوں باتیں موجود ہیں۔یعنی ظاہری حرکات بھی ہیں اور ذکر بھی ہے۔ دعائیں بھی ہیں۔ لیکن نمازوں کے علاوہ بھی ذکر اور دعائیں اور خدا تعالیٰ کو یاد رکھنا ایک مومن کا کام ہے۔

قرآن کریم میں ہی اللہ تعالیٰ نے بہت سی دُعائیں مختلف انبیاء کے حوالے سے بتائی ہیں جو ہم نماز میں بھی پڑھ سکتے ہیں اور چلتے پھرتے ذکر کے طور پر بھی پڑھتے ہیں اور پڑھ سکتے ہیں۔ لوگ اپنے خطوں میں لکھتے ہیں کہ ہمیں فلاں مشکل ہے، فلاں پریشانی ہے، کوئی دعا اور ذکر بتائیں جس کا ہم وِرد کرتے رہا کریں اور ہماری مشکلات اور پریشانیاں دُور ہوں۔ عموماً لوگوں کو مَیں یہی لکھتا ہوں کہ نمازوں کی طرف توجہ دیں۔ سجدوں میں دُعا کریں۔ نماز میں دُعائیں کریں۔ اور اپنے خدا تعالیٰ سے مدد مانگیں۔ لیکن آج میں ایک ذکر کے بارے میں بھی بتانا چاہتا ہوں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنّت بھی ہے اور خدا تعالیٰ کی طرف سے اُتری ہوئی دعائیں بھی ہیں اور جس کے مطالب پر غور کر کے پڑھنے سے جہاں انسان اللہ تعالیٰ کی توحید کا ادراک حاصل کرتا ہے وہاں اللہ تعالیٰ کی حفاظت اور پناہ میں بھی آتا ہے اور ہر قسم کے شرور سے بھی محفوظ رہتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہ صرف یہ کہ خود باقاعدگی سے روزانہ رات کو سونے سے پہلے ان آیات اور دعاؤں کو پڑھا کرتے تھے بلکہ صحابہ کو بھی پڑھنے کی تلقین فرماتے تھے اور بہت ساری جگہوں پر اِن دعاؤں کی ان آیات کی اہمیت بیان فرمائی۔ آپ نے اس کے فوائد بیان فرمائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنے ذاتی عمل کے بارے میں اس سلسلہ میں روایت آتی ہے۔

روایت میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ سوتے وقت آیۃ الکرسی، سورۃ اخلاص، سورۃ فلق اور سورۃ الناس یعنی قرآن کریم کی جو آخری تین سورتیں ہیں، یہ اور آیۃ الکرسی تین دفعہ پڑھ کر ہاتھوں پر پھونکتے اور پھر اپنے ہاتھوں کو جسم پر اس طرح پھیرتے کہ سر سے شروع کر کے جہاں تک جسم پر ہاتھ جا سکتا جسم پر پھیرتے۔

پس جس کام کو آپؐ نے باقاعدہ جاری رکھا یا باقاعدگی سے کیا تو یہ آپ کی سنت بنی اور اُس کام کو ہر مسلمان کو کرنا چاہیے اور ہم احمدی جن کی اس زمانے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر سنت پر عمل کرنے کی طرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مزید رہنمائی فرمائی ہے ہمیں اس پر عمل کرنے کی خاص کوشش کرنی چاہیئے اور خاص طور پر ان حالات میں جن میں سے ہم گزر رہے ہیں دعاؤں اور نمازوں اور اذکار کی طرف خاص طور پر نہ صرف اپنی ذاتی روحانی اور دنیاوی ضروریات کے لیئے توجہ دینی چاہیئے بلکہ جماعتی فتنوں اور فسادوں اور حاسدوں اور دشمنوں کے شر سے بچنے کے لیئے بھی ایک انتہائی اہم فرض سمجھ کر توجہ دینی چاہیئے۔

اس ذکر اور آیات کی اہمیت بعض اور احادیث سے بھی ملتی ہے جو مَیں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔

جہاں تک آیۃ الکرسی کا تعلق ہے اس کے بارے میں دو جمعہ پہلے مَیں بیان کر چکا ہوں۔

آج قرآن کریم کی آخری تین سورتوں کے بارے میں احادیث کے حوالے سے بات کروں گا۔ کس طرح بار بار اور مختلف رنگ میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کو ان سورتوں کے پڑھنے کے بارے میں تلقین فرمائی ہے۔

ایک روایت میں آخری تینوں قُل پڑھ کر جسم پر پھونکنے کے بارے میں حضرت عائشہؓ اس طرح بیان فرماتی ہیں۔ فرمایا کہ ہر رات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب بستر پر لیٹتے تو اپنی ہتھیلیوں کو جوڑتے اور پھر ان پر پھونکتے اور ان میں یہ پڑھتے قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ۔ وَقُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ۔ وَ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ۔ یعنی یہ تینوں سورتیں پڑھتے اور پھر جہاں تک ممکن ہوتا دونوں ہاتھوں کو جسم پر پھیرتے۔ آپ اپنے سر اور چہرے سے دونوں ہاتھ پھیرنا شروع کرتے اور پھر جو جسم کا حصہ آتا جہاں تک آپ کا ہاتھ جا سکتا تھا آپ تین بار ایسا کرتے۔ (صحیح بخاری۔ کتاب فضائل القرآن۔ باب فضل المعوذات)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کا اہتمام اس باقاعدگی سے فرماتے تھے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری بیماری میں خود یہ دعائیں پڑھتیں اور آپ کے ہاتھوں پر پھونک کر آپ کے ہاتھ ہی آپ کے جسم پر پھیرتیں۔ چنانچہ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب بیمار ہوتے تو معوّذات پڑھ کر اپنے اوپر پھونکتے۔ کہتی ہیں جب آپ کی بیماری سخت ہو گئی تو مَیں یہ سورتیں آپ پر پڑھتی اور آپ کے ہاتھ ان کی برکت کی امید سے آپ پر پھیرتی۔

(صحیح بخاری۔ کتاب فضائل القرآن۔ باب فضل المعوذات)

پس یہ خیال حضرت عائشہؓ کو آنا یقیناً اس وجہ سے تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس میں بہت باقاعدہ تھے اور اس کی برکت کی اہمیت حضرت عائشہؓ پر خوب کھول کر واضح فرمائی تھی۔

پھر صحابہ کو ان سورتوں کی برکات اور اہمیت کا کس طرح احساس دلایا۔ اس بارے میں حضرت عقبہ بن عامر بیان کرتے ہیں کہ میری رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات ہوئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آگے بڑھ کر میرا ہاتھ پکڑ لیا اور فرمایا اے عقبہ بن عامر۔ کیا مَیں تمہیں تورات اور انجیل اور زبور اور فرقان عظیم میں جو سورتیں اُتاری گئی ہیں ان میں سے تین بہترین سورتوں کے بارے میں نہ بتاؤں۔ مَیں نے عرض کی۔ کیوں نہیں۔ اللہ مجھے آپ پر فدا کرے۔ پھر آپ نے مجھے قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ۔ وَقُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ۔ وَ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ پڑھ کر سُنائیں۔ پھر فرمایا اے عقبہ! تم انہیں مت بھولنا اور کوئی رات ایسی نہ گزارنا جب تک تُو انہیں پڑھ نہ لے۔ عقبہ کہتے ہیں کہ جب سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ تُو انہیں نہ بھولنا۔ تو اس وقت سے میں انہیں نہیں بھولا اور میں نے کوئی رات ایسی نہیں گزاری جب تک میں نے انہیں پڑھ نہیں لیا ہو۔ (مسند احمد بن حنبلؒ مسند عقبہ بن عامرؓ جلد 5۔ صفحہ 895-896 مطبوعہ بیروت۔ ایڈیشن 1998ء۔ حدیث نمبر 17467)

پس آپؐ کا یہ فرمانا کہ تم انہیں مت بھولنا اور کوئی رات ایسی نہ گزارنا کہ جب تک انہیں نہ پڑھ لو، صاف ظاہر کرتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی کس باقاعدگی کے ساتھ اس کو پڑھا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کی باتوں پر، احکامات پر، دعاؤں پر سب سے زیادہ عمل کرنے والے آپ صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور تبھی آپؐ دوسروں کو فرمایا کرتے تھے۔

پھر سورۃ اخلاص کی اہمیت کے بارے میں یعنی قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ سے جو سورۃ شروع ہوتی ہے اس کے بارے میں ایک حدیث میں اس طرح ذکر ملتا ہے۔ حضرت ابو سعدی خدریؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے ایک آدمی کو قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھتے ہوئے سنا جو اس کو بار بار پڑھ رہا تھا۔ جب صبح ہوئی تو اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر ساری بات بیان کی اور گویا کہ وہ اس شخص کو کم یا چھوٹا سمجھ رہا تھا اس لیے شکایت کے رنگ میں بیان کیا۔ اس پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے یہ قرآن کے تیسرے حصے کے برابر ہے۔ (صحیح بخاری۔ کتاب فضائل القرآن۔ باب قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ)

حضرت ابوسعید خدریؓ اس ضمن میں ایک جگہ تفصیل سے یوں بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب سے فرمایا: کیا تم میں سے کوئی اس بات سے عاجز ہے کہ ایک رات میں ایک تہائی قرآن مجید پڑھے۔ یہ بات صحابہ پر بڑی گراں گزری۔ انہوں نے کہا یارسول اللہ! ہم میں سے کون اس کی طاقت رکھتا ہے کہ ایک تہائی قرآن کریم رات میں پڑھ لے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ الواحد الصمد۔ یعنی سورۃ اخلاص ایک تہائی قرآن ہے۔ (صحیح بخاری۔ کتاب فضائل القرآن۔ باب قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ)

سورۃ اخلاص کے قرآن کریم کے تیسرے حصے کے حوالے سے صحیح مسلم نے ایک روایت اس طرح لکھی ہے۔ حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم جمع ہو جاؤ مَیں تمہیں قرآن کا تیسرا حصہ پڑھ کر سُناؤں گا۔ ساروں کو اکٹھا کیا، جمع کیا کہ مسجد میں آجاؤ۔ پس لوگ اکٹھے ہو گئے۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اور قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ کی تلاوت فرمائی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اندر تشریف لے گئے۔ صحابہؓ کہتے ہیں کہ ہم میں سے کسی نے کہا کہ میرا خیال ہے کہ آسمان سے کوئی خبر یعنی وحی آئی ہے جس کی وجہ سے آپ اپنے گھر میں داخل ہوئے ہیں اور اندر چلے گئے ہیں۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اور فرمایا مَیں نے تم سے کہا تھا کہ مَیں تم پر قرآن کا تیسرا حصہ پڑھوں گا۔ غور سے سنو یہ سورۃ اخلاص قرآن کے تیسرے حصے کے برابر ہے۔ (صحیح مسلم۔ کتاب صلوٰۃ المسافرین وقصرھا۔ باب فضل قرأۃ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو تیسرا حصہ کیوں کہا؟ اس لئے کہ خدا تعالیٰ نے قرآن کریم کو توحید کو ثابت کرنے اور اس کے قیام کے لئے نازل فرمایا۔ پس اس سورۃ میں بڑے واضح الفاظ میں اور جامع انداز میں توحید کو بیان کیا گیا ہے۔ پس اس کے الفاظ پر غور کرنے اور عمل کرنے سے انسان حقیقی توحید پر عمل کر سکتا ہے اور پھر قرآن کریم کو خدائے واحد کا کلام سمجھ کر جب بھی عمل کی کوششیں کرے گا تو گویا حقیقی توحید کو سمجھنے والا اور اس پر قائم ہونے والا ہو گیا اور پھر قرآن کریم کی تعلیم پر مکمل طور پر عمل کرنے کی بھی توفیق ملے گی۔ تو انسان کو صرف اتنا ہی نہیں سمجھ لینا چاہئے کہ مَیں نے سورۃ اخلاص پڑھ لی تو تین حصہ قرآن کریم پڑھ لیا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ تم لوگ اس کو پڑھو اور پھر توحید پر قائم ہو اور اس پر عمل کرو۔

اسی طرح بعض روایات میں بعض اور آیات بھی ہیں جن کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ ایک حصہ ہے۔ یہ ایک چوتھائی حصہ ہے۔ تو اگر اسی کو لیا جائے تو گویا ان چند آیتوں کو پڑھ کر لوگ کہیں گے کہ قرآن کریم مکمل ہو گیا۔ جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس سے مراد یہ ہے کہ یہ ایسی باتیں ہیں جن پر تم لوگ عمل کرو اور پھر قرآن کریم پر غور کرو، توحید کے قیام کی کوشش کرو تو تبھی تم قرآن کریم کو پڑھنے والے ہو گے۔ اور قرآن کریم کیا ہے؟ قرآن کریم کی تعلیم توحید کے قیام کے لیے ہی ہے جس کے لئے ہر انسان کو کوشش بھی کرنی چاہئے اور دعا بھی کرنی چاہئے۔

پھر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ایک روایت ہے۔ آپ بیان کرتی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو ایک سریّہ کا امیر بنا کر بھیجا۔ جنگ کے لئے روانہ کیا۔ جو اپنے ساتھیوں کو نماز پڑھاتا تھا اور قرأت کا اختتام قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پر کیا کرتا تھا۔ جب صحابہؓ واپس آئے تو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بات کا ذکر کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اس سے پوچھو کہ وہ کیوں ایسا کرتا ہے؟ صحابہؓ نے جب اس سے پوچھا تو اس نے کہا اس لئے کہ یہ رحمان خدا کی صفت ہے۔ اس وجہ سے مَیں اس کو پڑھنا پسند کرتا ہوں۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم لوگ اسے خبر دے دو کہ اللہ تعالیٰ بھی اس سے محبت رکھتا ہے۔

پھر اسی بارے میں بخاری میں حضرت انسؓ کے حوالے سے ایک حدیث ہے۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ ایک انصاری آدمی مسجد قبا میں ان کی امامت کرایا کرتا تھا۔ وہ جب ان سورتوں میں سے جو نماز میں پڑھی جاتی ہیں کوئی سورۃ شروع کرتا تو پہلے۔ یعنی سورۃ اخلاص پڑھتا۔ جب اسے پڑھ لیتا تو پھر اسکے ساتھ کوئی اور سورۃ پڑھتا اور ہر رکعت میں ایسا ہی کرتا۔ اس کے ساتھیوں نے اس بارے میں اس سے بات کی اور کہا کہ تم سورۃ اخلاص سے شروع کرتے ہو اور پھر نہیں سمجھتے یہ سورۃ تمہیں کافی ہو گئی بلکہ ایک اور سورۃ بھی اس کے ساتھ پڑھتے ہو۔ یا تو تم اسی کو پڑھا کرو یا اس کو چھوڑ دو اور کوئی دوسری سورۃ پڑھو۔ اس نے کہا کہ مَیں تو ہرگز اسے نہیں چھوڑوں گا۔ اگر تم پسند کرتے ہو کہ مَیں اسی طرح تمہاری امامت کرواؤں تو مَیں تمہارا امام رہوں گا۔ اور اگر تمہیں یہ پسند نہیں ہے تو مَیں تمہیں چھوڑ دوں گا یعنی کہ

امامت چھوڑ دوں گا۔ سورت کو نہیں چھوڑوں گا۔ وہ لوگ اس کو اپنے میں سب سے زیادہ بہتر سمجھتے تھے۔ انہوں نے پسند نہ کیا کہ اس کے سوا کوئی اور اُن کا امام ہو۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو انہوں نے آپؐ کو اس واقعہ کی خبر دی۔ آپؐ نے فرمایا اے فلاں جو بات تمہارے ساتھی تم سے کہتے ہیں تمہیں اس فعل سے کون سی بات روکتی ہے۔ (یعنی یہ کہ سورۃ اخلاص نہ پڑھو یا وہی پڑھو اور دوسری سورتیں نہ پڑھو۔ تو اکٹھی پڑھنے کی کیا وجہ ہے؟) اور کیا وجہ ہے کہ تم نے یہ سورۃ ہر رکعت میں لازم کر لی ہے؟ اس نے کہا یہ سورۃ مجھے بہت پیاری ہے۔ آپ نے فرمایا اس کی محبت نے تمہیں جنت میں داخل کر دیا۔ (صحیح البخاری۔ کتاب الاذان۔ باب جمع بین السورتین فی الرکعۃ)

پھر حضرت اُبیّ بن کعب بیان کرتے ہیں کہ جب مشرکین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ اپنے رب کا شجرہ نسب ہمیں بتائیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ۔ اَللّٰهُ الصَّمَدُ نازل فرمائی۔ پس صمد وہ ہے جو نہ کسی کا باپ ہے۔ نہ اسکا کوئی باپ ہے۔ کیونکہ کوئی بھی ایسی چیز نہیں جو پیدا ہوئی مگر اُس نے ضرور مرنا ہے۔ اور کوئی بھی ایسی چیز نہیں جس نے مرنا ہے مگر اسکا ضرور کوئی نہ کوئی وارث ہو گا۔ جبکہ اللہ عزّ وجلّ نہ تو وفات پائے گا۔ نہ ہی اس کا کوئی وارث ہو گا۔ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ۔ کہا کہ اس کے مشابہ کوئی اور نہیں۔ اور نہ ہی کوئی اس جیسا، اور نہ ہی اس کی مانند کوئی اَور چیز ہے۔
(سُنن الترمذی۔ ابواب تفسیر القرآن عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ باب وَمِنْ سورۃ الاخلاص)

پھر اس بارے میں ایک جگہ حضرت ابوہریرہؓ سے یوں روایت ملتی ہے۔ آپ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگ آپس میں ایک دوسرے سے سوال کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ یہ کہتے ہیں کہ اس کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا۔ یعنی کسی بھی چیز کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا تو اللہ تعالیٰ کو کس نے پیدا کیا؟ (یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بھی سوال ہوتے تھے۔ آج بھی یہ سوال بڑے اُٹھائے جاتے ہیں۔) آپ نے فرمایا پس جب تم ایسے لوگوں کو دیکھو تو قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ کہو یہاں تک کہ تم یہ سورۃ ختم کر لو۔ (یعنی سورۃ اخلاص پوری پڑھو۔ اسکے معنی پہ غور کرو تو تمہیں پتہ لگ جائے گا کہ اللہ تعالیٰ کو پیدا کرنے والی کوئی چیز نہیں۔ وہ ازل سے ہے اور ابد تک رہے گا۔ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا) فرمایا کہ پھر اس کو چاہئے کہ وہ شیطان سے پناہ طلب کرے تو وہ اسکو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔

(الابانۃ الکبریٰ لابنِ بطہ باب ترک السؤال عمّا لا یغنی وَالْبحثِ والتنقیر)

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں۔ مَیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ۔ اَللّٰهُ الصَّمَدُ پڑھتے ہوئے سُنا تو رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا واجب ہو گئی۔ مَیں نے پوچھا کیا چیز واجب ہو گئی؟ آپؐ نے فرمایا جس اخلاص سے یہ پڑھ رہا ہے اس پر جنت واجب ہو گئی۔ (سنن الترمذی۔ ابواب تفسیر القرآن عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ باب وَمِنْ سورۃِ الاخلاص)

پھر حضرت سہیلؓ بن سعد سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اپنی غربت کی شکایت کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تو اپنے گھر میں داخل ہو تو اگر کوئی گھر میں ہو تو اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ کہا کرو۔ اور اگر کوئی نہ ہو تو پھر بھی اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ کہہ دیا کرو اپنے اوپر ہی سلامتی بھیجا کرو۔ والسلام تمہیں مل جائے گا اور ایک دفعہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھا کرو۔ تو اس آدمی نے ایسا ہی کیا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو اتنا رزق عطا کیا کہ اس کے ہمسائے بھی اس سے فیضیاب ہونے لگے۔
(روح البیان لاسماعیل حقی بن مصطفیٰ زیر آیت سورۃ الاخلاص جلد 10 صفحہ 558۔ دارالکتب العلمیہ بیروت۔ 2003ء)

یعنی اللہ تعالیٰ نے اس برکت سے اُسے اتنا رزق عطا فرمایا کہ وہ ایک وقت ایسا تھا کہ خود اس کو ہاتھ تنگ تھا۔ فاقے ہوتے تھے۔ اب اتنی کشائش پیدا ہوئی کہ وہ اپنے ہمسایوں کی بھی مدد کیا کرتا تھا۔

پس جب انسان توحید کا سبق سیکھ لے اور اس پر عمل کرے اور خدا تعالیٰ کو تمام قدرتوں اور طاقتوں کا مالک سمجھے تو پھر اللہ تعالیٰ بے انتہا نوازتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اور جگہوں پر بھی فرماتا ہے کہ وہ متقی کو ایسی ایسی جگہوں سے رزق دیتا ہے کہ جہاں سے وہ سوچ بھی نہیں سکتے۔

حضرت انسؓ بن مالک سے مروی ہے کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا کہ مجھے یہ سورۃ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پسند ہے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تیرا اس سورۃ سے پیار تجھے جنت میں داخل کر دے گا۔

(مسند احمد بن حنبلؒ۔ مسند المکثرین من الصحابۃ۔ مُسند اَنس بن مالک۔ حدیث 12432)

پھر جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے ہر روز پچاس مرتبہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھی اسے قیامت کے دن اس کی قبر سے پکارا جائے گا کہ کھڑا ہو جا اور جنت میں داخل ہو جا۔

(المعجم الاوسط۔ باب الیاء۔ من اسمہ یعقوب۔ حدیث 9446)

ابن دیلمی سے روایت ہے جو کہ نجاشی کی بہن کے بیٹے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت بھی کرتے رہے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے نماز میں یا اس کے علاوہ سو مرتبہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھا اللہ تعالیٰ نے اس کے لئیے آگ سے نجات فرض کر دی۔

(المعجم اکبیر للطبرانی۔ جلد 18 صفحہ 331۔ باب الفاء فیروز الدیلمی حدیث 852۔ المکتبۃ الشاملۃ)

پس یہ اہمیت ہے سورۃ اخلاص کی۔ اور جب ہم رات کو یہ پڑھیں تو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کو سامنے رکھتے ہوئے ہمیں یہ پڑھنی چاہیئے۔ جب ہم کہیں کہ خدا تعالیٰ احد ہے تو ساتھ ہی اس کے صمد ہونے کا مقام بھی اور مرتبہ بھی ہمارے سامنے آنا چاہیے۔ صمد وہ چیز ہے جو کسی کی محتاج نہیں ہے اور کبھی ختم ہونے والی نہیں ہے۔ کبھی ہلاک ہونے والی نہیں ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس بات کو اس طرح بیان فرمایا ہے کہ:

صمد کے معنی ہیں کہ ”بجز اس کے تمام چیزیں ممکن الوجود اور هَالِلَةُ الذات ہیں“۔

(براہین احمدیہ صفحہ 433۔ حاشیہ بحوالہ تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد نمبر 4 صفحہ 756)

یعنی جو پیدا ہو سکتی ہیں اور ہوتی ہیں اور ختم ہونے والی ہیں انہیں فنا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی ذات ایسی ہے جو صمد ہے۔ لوگ سمجھتے ہیں کہ صمد کا مطلب بے نیاز ہے۔ بے نیازی اس کی یہ ہے کہ نہ وہ ہلاک ہونے والا ہے، ختم ہونے والا ہے اور نہ اس جیسی کوئی چیز پیدا ہو سکتی ہے۔ پس یہ ہمارا خدا ہے جو ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔

اور آپ فرماتے ہیں کہ ”خدا اپنی ذات اور صفات اور جلال میں ایک ہے۔ کوئی اس کا شریک نہیں۔ سب اسکے حاجت مند ہیں۔ ذرّہ ذرّہ اسی سے زندگی پاتا ہے۔ وہ کُل چیزوں کے لئیے مبدءِ فیض ہے“۔ (یعنی دنیا کو فائدہ پہنچانے والی اور فیض دینے والی اسی کی ذات ہے۔ اسی سے ہر فیض کے چشمے پھوٹتے ہیں) ”اور آپ کسی سے فیضیاب نہیں ہوتا۔“ (یعنی اس کو کوئی فیض پہنچانے والا نہیں ہے۔ وہی ہے جو دنیا کو فیض پہنچا رہا ہے۔) ”وہ نہ کسی کا بیٹا ہے اور نہ کسی کا باپ۔ اور کیونکر ہو کہ اس کا کوئی ہم ذات نہیں۔ قرآن نے بار بار خدا کا کمال پیش کر کے اور اس کی عظمت دکھلا کے لوگوں کو توجہ دلائی ہے کہ دیکھو ایسا خدا دلوں کو مرغوب ہے۔ نہ کہ مردہ اور کمزور اور کم رحم اور کم قدرت“۔

(اسلامی اصول کی فلاسفی صفحہ 103۔ بحوالہ تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد نمبر 4 صفحہ 757)

سورۃ اخلاص، سورۃ فلق اور سورۃ النّاس کے نازل ہونے کے بارے میں حضرت عقبہ بن عامر سے روایت ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آج رات ایسی آیات اُتری ہیں کہ ان جیسی پہلے کبھی نہیں دیکھی گئیں۔ اور وہ یہ ہیں یعنی قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ۔

(صحیح مسلم۔ کتاب صلوٰۃ المسافرین وقصرھا۔ باب فضل قرأۃ المعوذتین)

پھر احادیث میں تینوں قُل پڑھنے کی اہمیت کے بارے میں روایت آتی ہے۔ حضرت عقبہ بن عامر جہنی بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میں ایک جنگی سفر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری کی مہار پکڑ کر آگے آگے چل رہا تھا کہ آپ نے فرمایا۔ اے عقبہ! پڑھ۔ مَیں نے آپ کی طرف کان لگایا تا کہ آپ جو فرمائیں وہ میں سُن کر پڑھوں۔ پھر کچھ دیر کے بعد فرمایا۔ اے عقبہ! پڑھ۔ مَیں پھر متوجہ ہوا کہ آپ کیا فرماتے ہیں۔ کیا پڑھوں مَیں؟ آپ نے تیسری مرتبہ پھر یہی فرمایا تو میں نے عرض کیا۔ کیا پڑھوں؟ آپ نے فرمایا سورۃ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ۔ پھر آپ نے آخر تک سورۃ پڑھی۔ پھر آپ نے سورۃ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ آخر تک پڑھی۔ میں بھی آپ کے ساتھ پڑھتا رہا۔ پھر آپ نے سورۃ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ آخر تک پڑھی۔ مَیں بھی آپ کے ساتھ پڑھتا رہا۔ پھر آپ نے فرمایا کسی شخص نے ان جیسی سورتوں یا کلام کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی پناہ حاصل نہیں کی“۔

(سُنن النسائی کتاب الاستعاذۃ حدیث 5430)

یعنی یہ ایسا کلام اور ایسی دعا ہے کہ جس سے انسان اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آجاتا ہے اور کبھی ضائع نہیں ہوتا اور تمام شرور سے بچتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگنے کا اس سے بہتر اَور کوئی ذریعہ ہی نہیں۔ اور احادیث میں ایسی روایت ملتی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اس سے بہتر اللہ تعالیٰ کی اور کوئی پناہ نہیں۔

پھر سورۃ فلق اور النّاس کے بارے میں حضرت عقبہ بن عامر سے روایت ہے کہ مَیں ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری کی لگام پکڑ کر چل رہا تھا۔ آپؐ نے فرمایا اے عقبہ! کیا مَیں تجھے ایسی دو سورتیں نہ سکھاؤں جن کی قرأت انتہائی بہتر اور نفع بخش ہے۔ مَیں نے عرض کیا کہ کیوں نہیں یا رسول اللہ۔ تو آپؐ نے فرمایا قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ اور جب آپؐ نے صبح کی نماز کے لئیے پڑاؤ کیا تو آپ نے انہی کی قرأت کی۔ یہی تلاوت کی۔ پھر جب آپؐ نے نماز ادا کر لی تو میری

طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اے عقبہ! تو کیسے دیکھتا ہے؟ (شاید اس لحاظ سے بھی انہوں نے کہا ہو کہ بڑی چھوٹی سورتیں آپ نے پڑھی ہیں۔ فرمایا ان میں تو سب کچھ ہے۔) (سنن ابو داؤد۔ ابواب الوتر۔ باب فی المعوّذتین۔ حدیث 1462)

ایک روایت میں آتا ہے کہ حضرت ابو سعیدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنّات کی نظر سے اور انسانوں کی نظر سے پناہ مانگا کرتے تھے۔ جب معوّذتین نازل ہوئیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اختیار کر لیا اور باقی سب ترک کر دیا"۔

(سنن ابن ماجہ۔ کتاب الطب۔ باب من استرقی من العین حدیث 3511)

اس معاملے میں جو بھی دُعائیں پہلے تھیں ان کو ختم کر دیا اور پھر یہی پڑھا کرتے تھے۔

حضرت ابنِ عابسؓ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ اے ابن عابس! کیا مَیں پناہ لینے کے بارہ میں تجھے تعوّذ کے سب سے افضل کلمات کے بارے میں نہ بتاؤں؟۔ بہترین پناہ کس طرح کی ہے جن سے پناہ مانگنے والا پناہ مانگا کرتے ہیں۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیوں نہیں؟ آپ نے فرمایا وہ سورتیں ہیں سورۃ فلق اور سورۃ الناس۔ (مسند احمد بن حنبلؒ۔ جلد 5 صفحہ 322۔ مسند المکّیین۔ حدیث ابن عابس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم حدیث 15527)

پھر آخری دو سورتوں کی اہمیت بیان کرتے ہوئے ایک صحابی کہتے ہیں کہ ہم لوگ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کسی سفر میں تھے۔ چونکہ سواری کے جانور کم تھے اس لیے لوگ باری باری سوار ہوتے تھے۔ ایک موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور میرے اُترنے کی باری تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیچھے سے میرے قریب آئے اور میرے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر فرمایا کہ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ پڑھو۔ میں نے یہ کلمہ پڑھ لیا۔ اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سورۃ مکمل پڑھی اور میں نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اسے پڑھ لیا۔ پھر اسی طرح اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ پڑھنے کے لئے فرمایا اور پوری سورۃ پڑھی جسے مَیں نے بھی پڑھ لیا۔ پھر آپ نے فرمایا جب نماز پڑھا کرو تو یہ دونوں سورتیں نماز میں پڑھ لیا کرو۔ (مسند احمد بن حنبلؒ۔ جلد 6 صفحہ 918۔ اوّل مسند البصریین۔ حدیث رجلٍ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم حدیث 21025)

عقبہ بن عامر جہنی سے روایت ہے کہ میں ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا۔ جب فجر طلوع ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اذان کہی اور اقامت کہی۔ پھر مجھے اپنے دائیں جانب کھڑا کیا۔ پھر آپؐ نے معوّذتین کے ساتھ قرأت کی۔ جب آپؐ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا تُو نے کیسا دیکھا؟ (وہ پہلے والی روایت سے ملتا ہے۔) میں نے عرض کی کہ تحقیق مَیں نے دیکھ لیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! تو آپؐ نے فرمایا جب بھی تُو سوئے اور جب بھی اُٹھے تُو یہ دونوں سورتیں پڑھا کر۔ (المصنف فی الاحادیث والآثار از ابو بکر بن ابی شیبۃ جلد 1 صفحہ 403۔ کتاب الصلوات من کان یخفف القراءۃ فی السفر۔ حدیث 3688)

پس یہ اہمیت ہے ان سورتوں کی اور اس زمانے میں ذاتی طور پر ہماری روحانی ترقی اور شیطان کے حملوں سے بچنے کے لئے اور جماعتی طور پر اسلام کے خلاف جو سازشیں ہو رہی ہیں ان سے بچنے کے لئے ان کے پڑھنے کی اہمیت اور بھی بڑھ گئی ہے۔ آج کل اسلام کے خلاف ایک طرف اسلام مخالف طاقتوں کی بڑی ہوشیاری سے کوششیں جاری ہیں تو دوسری طرف نام نہاد مسلمان علماء اور مسلمان لیڈروں نے ایک ایسی صورتحال پیدا کر دی ہے جہاں فتنہ و فساد پیدا ہو چکا ہے۔ مسلمان علماء مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف عامّۃ المسلمین کو بھڑکا کر شیطانی قوتوں کو بھی اور موقع دے رہے ہیں کہ ان کے ہاتھ مضبوط ہوں۔ اسی طرح دہریت ہے تو وہ بھی آجکل اپنے زوروں پر ہے۔ سورۃ فلق کے حوالے سے اس بات کو بیان فرماتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ وضاحت فرماتے ہیں

"تم جو۔۔۔ مسیح موعود کے دشمنوں کا نشانہ بنو گے یوں دعا مانگا کرو کہ مَیں مخلوق کے شر سے جو اندرونی اور بیرونی دشمن ہیں اس خدا کی پناہ مانگتا ہوں جو صبح کا مالک ہے۔ یعنی روشنی کا ظاہر کرنا اس کے اختیار میں ہے"۔ (یہ روشنی روحانی روشنی ہے جو مسیح موعود کے آنے سے ظاہر ہوئی ہے) "اور مَیں اس اندھیری رات کے شر سے جو۔۔۔ انکار مسیح موعود کے فتنے کی رات ہے خدا کی پناہ مانگتا ہوں"۔

(تحفہ گولڑویہ صفحہ 78۔ حوالہ تفسیر حضرت مسیح موعودؑ جلد نمبر 4 صفحہ 762)

ان میں ایک تو اسلام دشمن لوگ ہیں جو اسلام کی تعلیم پر اعتراض کرتے ہیں اور دوسرے علماء اسلام ہیں جو اپنی غلطی کو چھوڑنا نہیں چاہتے اور مسیح موعود کے خلاف لوگوں کو بھڑکانے میں مصروف ہیں۔ جن میں پاکستان کے علماء ہم دیکھتے ہیں کہ سرِ فہرست ہیں۔

پس ایسے حالات میں پاکستان میں تو احمدیوں کو خاص طور پر اس سنت کو جاری کرنے کی ضرورت ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ سورہ فلق میں جو شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ کہا گیا ہے اس میں اندھیری رات کے شر کے فتنہ سے بچنے کی دعا ہے۔ غَاسِق کہتے ہیں رات کو اور وَقَبَ کا مطلب ہے اندھیرے اور ظلمت کا چھا جانا اور یہ اندھیری رات کا فتنہ مسیح موعود کے انکار کی شب تار ہے جس سے پناہ مانگی گئی ہے۔

افسوس ہے مسلمانوں کی حالت پر کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں ایک دعا سکھائی اور روشنی کے بعد اندھیرے اور ظلمات کے فتنہ سے بچنے کے لئے آنحضرتؐ نے فرمایا کہ ان دعاؤں کو بلاناغہ روزانہ پڑھا کرو تا کہ توحید پر بھی قائم رہو اور اندھیروں اور ظلمات کے فتنوں سے بھی بچو۔ لیکن مسلمانوں نے اس کی پرواہ نہیں کی۔ مسلمان تو اکثر ان فتنوں میں ڈوب رہے ہیں اور اسی وجہ سے آج دنیا میں غیر مسلموں کو مسلمانوں پر اعتراض کرنے کا موقع مل رہا ہے۔ بہر حال مسلمانوں کی یہ حالت ہمیں توجہ دلاتی ہے کہ ان سورتوں پر غور کر کے پڑھیں تا کہ ان اندھیروں سے ہم بچ سکیں۔

شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِی الْعُقَدِ سے بھی اللہ تعالیٰ کی پناہ میں رہیں۔ جو نَفّٰثٰتِ کے شرّ ہیں، جو گرہیں ہیں ان سے بھی ہم اللہ تعالیٰ کی پناہ میں رہیں۔ یعنی ان لوگوں سے جو اسلام اور احمدیت کے خلاف بڑے طریقے سے لوگوں کے دلوں میں بغض و کینہ پیدا کر رہے ہیں۔ اور اس میں جیسا کہ مَیں نے کہا غیر مسلم اور نام نہاد علماء دونوں شامل ہیں۔ ایک تو دین کے خلاف ہونے کی وجہ سے اپنی کارروائیاں کر رہے ہیں۔ غیر مسلم اسلام کے خلاف ہونے کی وجہ سے کارروائیاں کر رہے ہیں۔ اور دوسرے دین کے نام پر اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے کے خلاف لوگوں کو بھڑکا کر یہ کارروائیاں کر رہے ہیں۔ اور دونوں ہی اس زمرہ میں شامل ہیں جن کے بارے میں فرمایا کہ وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِی الْعُقَدِ۔

پھر سورۃ النّاس میں اللہ تعالیٰ کی ربوبیت اور مالکیت اور حقیقی معبود ہونے کا بیان ہے۔ یہ بیان کر کے اس کی پناہ میں آنے اور شیطان کے وسوسے سے بچنے کی دعا کی ہے۔ آج کل دہریت اور دنیا کا بھی بڑا زور ہے اور دنیاداری نے اس قدر معاشرے میں عمومی طور پر اپنے پنجے گاڑ دیئے ہیں کہ بعض نوجوان اس سے متاثر ہو جاتے ہیں۔ پس یہ دعائیں جب ہم اپنے پر پھونکیں تو ساتھ ہی اپنے بچوں پر بھی پھونکیں تا کہ ہر قسم کے شرور سے ہماری نسلیں بھی محفوظ رہیں اور دین پر قائم رہنے والی اور خدا تعالیٰ کی وحدانیت کو سمجھنے والی ہوں۔

اللہ تعالیٰ کرے کہ ہم میں سے ہر ایک ان سورتوں کے مضمون کو سمجھتے ہوئے آنحضرت ﷺ کی سنت پر عمل کرنے والا ہو۔ خدا تعالیٰ کی وحدانیت کا مضمون ہم پر واضح ہو۔ اس کے علاوہ کسی اور کے آگے ہم جھکنے والے نہ ہوں۔ اسی کو سب طاقتوں کا سرچشمہ سمجھیں۔ نہ صرف دل میں بلکہ ہم عمل سے اسے ثابت کریں کہ اللہ تعالیٰ ہی سب طاقتوں کا سرچشمہ ہے۔ ہر روشنی کا منبع ہے۔ اور ہر فیض کا دینے والا ہے۔ مخلوق کے شر سے بچنے کے لئے اللہ تعالیٰ کے آگے جھکیں بجائے اس کے کہ مخلوق سے اُمید رکھیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مان کر ہم نے جس روشنی کو حاصل کر لیا ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی نور کا پرتو ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اس پر ہمیشہ قائم رکھے اور کبھی ہم اندھیروں اور ظلمات میں بھٹکنے والے نہ ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ کے انعاموں میں سے جو خلافت کا انعام ہمیں ملا ہے اس سے ہم ہمیشہ وابستہ رہیں۔ ہر نقصان پہنچانے والے کے شر سے اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی پناہ میں رکھے چاہے وہ دینی شر ہے یا دنیاوی شر ہے۔ ہر حاسد کے حسد سے اور اس کے نقصانات سے اللہ تعالیٰ ہمیں محفوظ رکھے۔ ہمیشہ خدا تعالیٰ کو ہی اپنا ربّ اور اپنا پالنے والا سمجھ کر ہم اسکی پناہ میں رہیں۔ سب بادشاہوں سے افضل خدا تعالیٰ کو سمجھیں اور اسکی مالکیت پر کامل یقین رکھنے والے ہوں۔ اس معبودِ حقیقی کی عبادت کے بھی حق ادا کرتے ہوئے ہر دم اس کی پناہ میں آنے کی کوشش کریں۔ وسوسے پیدا کرنے والوں کے شر سے بچیں۔ اس سے اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آئیں۔ اپنے دلوں کو بھی ہر وسوسے سے پاک رکھنے کی کوشش کریں اور اس کے لئے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرتے رہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اسکی توفیق عطا فرمائے اور ہم باقاعدگی سے سونے سے پہلے یہ آیات پڑھ کر، ان دعاؤں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق اپنے پر پھونکنے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ اس کی توفیق دے۔ آمین۔

درخواست دعا

- محترمہ شفقت سعید صاحبہ اپنی، اپنے والد اور بہن بھائیوں کی صحت اوران کی جملہ پریشانیاں ختم ہونے کے لئے دعا کی درخواست کرتی ہیں۔
- امتہ الحئی غنی صاحبہ احمدیہ ابوڈ آف پیس سے اپنی والدہ صاحبہ کے آنکھوں کے متوقع آپریشن میں کامیابی کے لئے درخواستِ دُعا کرتی ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مطالعہ کتب کی عادت اور آپ علیہ السلام کی کُتب کو پڑھنے کی اہمیت

زاہدہ نورین۔۔ویسٹن نارتھ ویسٹ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام جس طرح ذاتی طور پر مطالعہ کتب کے شروع ہی سے شوقین تھے وہیں اُن کے عظیم الشان قلم نے وہ جواہرات بکھیرے جو رہتی دُنیا تک کے لئے تمام انسانیت کے لیئے مشعلِ راہ ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک بہت بڑا کتب خانہ بھی تھا جس میں ہر قسم کی کتابیں موجود تھیں۔ آپ اکثر گوشہ تنہائی میں رہتے اور مطالعہ کتب میں مصروف رہتے۔ آپ کی عادت شریف میں یہ بات داخل تھی کہ جب آپ کمرہ کے اندر ہوتے تو ہمیشہ دروازہ بند کر کے زنجیر لگا دیتے۔ آپ کو مذہبی اور دینی کتب کے مطالعہ کا شوق تھا اور آپ سب سے زیادہ قرآن شریف کو ہی پڑھتے تھے۔ حضورؑ مختلف مذاہب کی کتابوں کو بھی پڑھتے تا کہ ان کی حقیقت سے واقف ہوں اور اسلام کی حقیقت اور برتری جملہ ادیان پر ثابت کر سکیں۔

بعثت کے بعد چونکہ آپ کی مصروفیت بہت بڑھ گئی تھی اور سلسلہ کے انتظام اور تالیف و تصنیف کے کاموں سے فرصت بہت ہی کم ملتی تھی اس لیئے یہ مطالعہ بھی ضرور تاً کم ہو گیا۔ اور ابتدائی زمانہ کے مطالعہ کتب کی کیفیت باقی نہ رہی تاہم کوئی عجیب اور نئی کتاب آتی تو آپؑ اسے پڑھ لیتے اور اگر انگریزی میں ہوتی تو اس کا خلاصہ اور ضروری حصص سُن لیتے۔ (سیرت حضرت مسیح موعودؑ از یعقوب علی عرفانی صاحب صفحہ 74)

حضرت مسیح موعودؑ کی کتب کی اہمیت کے حوالے سے ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نصیحت فرماتے ہیں۔

”پس جہاں ہمیں اپنے اندر عملی تبدیلیاں پیدا کرنے کی ضرورت ہے وہاں ہمیں آپ علیہ السلام کے لٹریچر کو پھیلانے کی بھی ضرورت ہے اور یہ ہمارا کام ہے بلکہ ذمہ داری ہے۔

جیسا کہ میں نے بتایا کہ ماربرگ میں مسجد کا سنگِ بنیاد رکھا گیا تھا وہاں بہت سے مہمانوں میں یونیورسٹی کے پروفیسر اور طلباء بھی شامل تھے، وائس چانسلر بھی آئی ہوئی تھیں جن کے خیالات میں نے بتائے ہیں۔ وہاں یونیورسٹی کے دو مصری پروفیسر بھی آئے ہوئے تھے جو اسلامیات اور عربی پڑھاتے تھے۔ میرے پوچھنے پر ایک نے بتایا کہ وہ اسلامیات میں اسلامی فلاسفی پڑھاتے ہیں۔ تو مَیں نے اُنہیں کہا کہ کیا آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب اسلامی اصول کی فلاسفی پڑھی ہے؟ کہنے لگے نہیں۔ تو میں نے انہیں کہا کہ یہ ضرور پڑھیں کیونکہ اس کے بغیر اسلامی اصول کی فلاسفی کی گہرائی کا علم ہو ہی نہیں سکتا۔ چاہے جتنا مرضی آپ ادھر اُدھر سے علم حاصل کرتے رہیں۔۔۔۔ یہ ایسی کتاب ہے کہ جس کے بارے میں بہت سے عرب مجھے لکھتے ہیں کہ اس کو پڑھ کر ہمیں اسلام کی حقیقت کا صحیح پتہ لگا۔۔۔۔ پس جب پڑھے لکھے لوگوں سے تعارف ہو تو انہیں یہ کتاب ضرور دینی چاہیے۔

ہمارے بعض یونیورسٹیوں میں پڑھنے والے لڑکے اور لڑکیوں کا یہ خیال ہے کہ شاید پرانے فقیہوں اور عالموں کو پڑھ کر یا پرانے اماموں اور اولیاء کے ذکر پڑھ کر ان کا علم بہت بڑھ گیا ہے اور ان کی علمیت کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اس بارے میں شاید ان کا علم بڑھ گیا ہو لیکن ان سے زیادہ علم غیر احمدی علماء کا ہے۔ اس لیئے صرف اس کو پڑھ کر یہ نہ سمجھیں کہ آپ عالم بن گئے۔ یہ کیڑا اگر کسی کے دماغ میں ہے تو اسے نکال دینا چاہیے۔ پرانے علماء اور اولیاء کو اب چھوڑیں۔ اب حقیقی علم اور اسلام کی صحیح تصویر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم کلام کو پڑھ کر ہی مل سکتی ہے۔ یاد رکھیں جو فیصلے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کیئے ہیں وہی اصل فیصلے ہیں اور آپ کے علم کلام کی بنیاد پر جو تفسیریں جماعت میں خلفاء نے کی ہیں وہی حقیقی تفسیریں ہیں، انہیں پڑھیں اور اپنا علم بڑھائیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس زمانے کے حَکَم اور عدل بن کر آئے تھے۔ ہمیں یہ بات ہر وقت اپنے سامنے رکھنی چاہیئے۔ اس لیئے جو کچھ آپ نے فرمایا ہے وہی سچ ہے اور اسلام کی تعلیم کی حقیقت ہے۔ اس لیئے یہ نہ سمجھیں کہ دوسروں کی کتابیں پڑھ کر علماء کی کتابیں پڑھ کر، فقیہوں کی کتابیں پڑھ کر، پرانے اماموں کی کتابیں پڑھ کر آپ عالم بن گئے۔ عالم اُس وقت تک نہیں بن سکتے جب تک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتابیں نہیں پڑھتے“۔

پھر فرمایا:

”پس ہر احمدی کو آپ علیہ السلام کے لٹریچر سے خود بھی زیادہ سے زیادہ استفادہ کرنا چاہیے اور اسے آگے پھیلانا بھی چاہیئے“۔ (خطبہ جمعہ فرمودہ 21 اپریل 2017)

ہمارے پیارے امام کی نصائح پر عمل کرنے کے لیئے اور حضرت مسیح موعودؑ کے مطالعہ کتب کے شوق کو دیکھ کر ایک احمدی ہونے کی حیثیت سے ہماری یہ عادت بن جانی چاہیے کہ ہم بھی حضرت مسیح موعودؑ کی لعل و جواہر سے بھری ہوئی کتب کا مطالعہ کر کے اپنی زندگی کو اُس نہج کی طرف لے جائیں کہ ہماری دُنیا اور آخرت دونوں سنور جائیں۔ آمین۔

تعلق باللہ

تقریر مکرمہ امتہ السلام ملک صاحبہ نیشنل صدر لجنہ اماء اللہ کینیڈا بر موقع جلسہ سالانہ کینیڈا 2018ء

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ اور میں نے جن و انس کو پیدا نہیں کیا مگر اس غرض سے کہ وہ میری عبادت کریں۔(الذاریات:57)

انسان کی پیدائش کی غرض کیا ہے ؟ خدا تعالیٰ کی عبادت اور اُس سے سچا تعلق پیدا کرنا۔ تعلق باللہ کے سوا مذہب کی کوئی جان نہیں۔عبادت اللہ سے محبت اور تعلق پیدا کرنے کے لئے کی جاتی ہے۔ خدا تعالیٰ نے انسان کی ہدایت اور اُسے اپنی عبادات سکھانے کے لیئے آنحضرت ﷺ کو مبعوث فرمایا۔ فسق و فجور سے بھری دنیا اور کعبہ میں رکھے بتوں سے بیزاری کرتے ہوئے آپؐ نے غارِ حرا میں اپنے واحد و یگانہ رب سے مناجات کیں۔ جس کا اظہار ہم نے آپکی عبادات ، نمازوں ، دُعاؤں ، ذکرِ الٰہی اور غمی و خوشی کے لمحات میں دیکھا۔ جس کی توثیق خدا تعالیٰ نے قرآن مجید میں اسطرح سے فرمائی ہے۔

قُلْ اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ (الانعام :163)

تُو کہہ دے کہ میری عبادت اور میری قربانیاں اور میرا جینا اور میرا مرنا اللہ ہی کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا ربّ ہے۔

انہی عبادات کے نتیجہ میں آپ کا اپنے رب کے ساتھ ایک ایسا تعلق قائم ہو گیا اور آپ اس محبت الٰہی میں ایسے سرشار ہوئے کہ دُشمن یہ کہنے پر مجبور تھے عَشِقَ مُحَمَّدٌ رَبَّہٗ کہ محمدؐ تو اپنے رب کے عاشق ہو گئے۔

یہ محبت، یہ تعلق باللہ ایسا تھا کہ کبھی آپؐ کا دامن خدا کے دامن سے جُدا نہ ہوا بلکہ خدا نے اس محبت کے بارہ میں فرمایا

دَنٰى فَتَدَلّٰى ۙ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى ۚ (النجم : 109)

پھر وہ نزدیک ہوا۔ پھر وہ نیچے اُتر آیا۔ پس وہ دو قوسوں کے وتر کی طرح ہو گیا یا اس سے بھی قریب تر۔

آنحضرت ﷺ کا پیغام کیا تھا۔ اے لوگو! اپنے رب کی وحدانیت کا سچے دل سے اقرار کرو اُسی سے محبت کرو اور اُسی سے سچا تعلق پیدا کرو۔

اللہ تعالیٰ قرآنِ پاک میں فرماتا ہے۔ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ (البقرۃ:166)

وہ لوگ جو ایمان لائے اللہ کی محبت میں (ہر محبت سے) زیادہ شدید ہیں۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا

لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى يَكُوْنَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا۔ (مسند احمد بن حنبل)

کوئی تم میں سے ایمان والا نہیں کہلا سکتا جب تک کہ اللہ اور اُس کا رسول اُس کو باقی سب چیزوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جائے۔

یہ محبت بچوں کی محبت والدین سے محبت، دُنیا کی ہر چیز سے زیادہ محبت اور اپنی جان سے بھی زیادہ بڑھ کر محبت ہو جائے تو پھر اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک ایسا تعلق قائم کرتی ہے جہاں انسان کو کچھ فکر نہیں رہتی اور خدا اُس کا خود نگہبان ہو جاتا ہے۔

خدا تعالیٰ سے محبت کے حصول کے لیئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس کا ایک ہی ذریعہ ہے۔

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۔(آل عمران : 32)

تُو کہہ دے اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو اللہ تم سے محبت کرے گا، اور تمہارے گناہ بخش دے گا۔ اور اللہ بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

قرآن مجید سے ہمیں یہ علم ہوتا ہے کہ جن کا خدا سے تعلق تھا خدا نے اُنہیں کبھی نہیں چھوڑا۔

حضرت نُوح علیہ السلام کو سیلاب سے بچایا۔ حضرت یُونس علیہ السلام کو مچھلی کے پیٹ میں سے نکال کر زندگی عطا کی۔ کنوئیں میں پھینکے گئے حضرت یُوسف علیہ السلام کو مصر میں تمکنت عطا فرمائی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرعون کے ظلموں سے نجات بخشی اور فرعون کو اُسکے لشکر سمیت سمندر میں غرق کر دیا اور

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اپنی قدرت سے صلیب سے بچایا۔

تعلق باللہ کے سب سے حسین نظارے ہمیں آنحضرت ﷺ کی زندگی سے ملتے ہیں۔ غارِ ثور میں دُشمن غار کے مُنہ پر کھڑا تھا اور خدا کا پیارا بندہ اپنے رب کے پیار کا اظہار لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا کہہ کر فرما رہا تھا۔

جنگِ بدر کی عظیم الشان فتح آپؐ کے تعلق باللہ کا عالی شان ثبوت ہے۔ خدائے ذوالجلال ولااکرام نے آپ کی دُعاؤں کو قبولیت کا شرف بخشا اور 313 نہتے مسلمان 1000 مسلّح کافروں پر غالب آئے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے تعلق باللہ کے ایک واقعہ کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"جب شاہِ ایران نے ہمارے نبی ﷺ کی گرفتاری کے لئے اپنے سپاہی بھیجے تو اِس قادر خدا نے اپنے رسول کو فرمایا کہ سپاہیوں سے کہہ دے کہ آج رات میرے خدا نے تمہارے خداوند کو قتل کر دیا ہے۔ (چشمہ مسیحی روحانی خزائن جلد 20 ص 353)

اُسی رات وہ بادشاہ اپنے بیٹے کے ہاتھوں قتل ہو گیا۔ بیٹے نے باپ کے فیصلے کو منسوخ کر دیا۔ خداوند کریم نے ایک مرتبہ پھر وَاللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ ط (النساء: 68) کا وعدہ اپنے محبوب بندہ کے حق میں پورا کر دِکھایا۔

آقائے نامدار محمد مصطفیٰ احمدِ مجتبیٰ ﷺ کے غلامِ صادق حضرت مسیح موعودؑ کی ساری زندگی آقا دو جہاں کی غلامی کی برکت سے خدا تعالیٰ کے ساتھ ایک ایسے تعلق کا مظہر ہے جہاں ہر دِن کُلَّ یَوْمٍ ھُوَ فِیْ شَاْنٍ (سورۃ رحمٰن: 33) کا نقشہ پیش کرتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھی اللہ تعالیٰ کی محبت، معیّت اور غیرت پر ناز تھا۔ 1904ء میں مولوی کرم دین والے مقدمہ میں یہ اطلاع ملی کہ ہندو مجسٹریٹ کی نیت ٹھیک نہیں اور وہ آپ کو قید کرنے کی داغ بیل ڈال رہا ہے۔ آپؑ اُس وقت ناسازیٔ طبع کی وجہ سے لیٹے ہوئے تھے۔ یہ الفاظ سُنتے ہی جوش کے ساتھ اُٹھ کر بیٹھ گئے اور بڑے جلال کے ساتھ فرمایا "وہ خدا کے شیر پر ہاتھ ڈال کر تو دیکھے!"

(سیرۃ المہدی جلد 1 حصہ اول ص 86)

آپؑ فرماتے ہیں۔

جو خدا کا ہے اُسے للکارنا اچھا نہیں ہاتھ شیروں پر نہ ڈال اے رُوبہ زار و نزار

سر سے میرے پاؤں تک وہ یار مجھ میں ہے نہاں

اے میرے بدخواہ کرنا ہوش کر کے مجھ پہ وار

حضرت اقدس مسیح موعودؑ اکثر فرمایا کرتے تھے

"ہمارے بڑے اصول 2 ہیں۔ اوّل خدا کے ساتھ تعلق صاف رکھنا۔ دوسرے اُس کے بندوں کے ساتھ ہمدردی اور اخلاق سے پیش آنا۔"

(ذکر حبیب ص 118)

حیدر آباد دکن سے ایک نوجوان عبدالکریم تعلیم کے لئے قادیان آیا۔ اتفاق سے اُسے باؤلے کُتے نے کاٹ لیا۔ مقامی طور پر جب علاج سے کچھ فائدہ نہ ہوا۔ تو اُسے کسولی کے مشہور ہسپتال بھجوایا گیا۔ واپس آکر مرض کے آثار دوبارہ ظاہر ہوئے تو حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا کہ کسولی کے انگریز ڈاکٹر کو تار دے کر عبدالکریم کی حالت بتائی جائے اور مشورہ کیا جائے۔ کسولی سے جواب آیا۔

"Sorry nothing can be done for Abdul Karim"

چنانچہ آپ نے فرمایا "ان کے پاس علاج نہیں مگر خدا کے پاس تو علاج ہے"۔

چنانچہ حضور نے بڑے درد کے ساتھ اُس بچے کی شفایابی کے لئے دُعا فرمائی اور ظاہری علاج کے طور پر خدائی اِلقا کے ماتحت کچھ دوا بھی دی۔ خدائی قدرت سے یہ بچہ حضور کی دُعا سے بالکل تندرست ہو گیا۔ یا یُوں کہو کہ مُردہ زندہ ہو گیا اور اسکے بعد وہ کافی لمبی عمر پا کر فوت ہوا۔ (تتمہ حقیقۃ الوحی۔ سیرۃ طیبہ ص 115)

تعلق باللہ کیا ہے۔ ایک محبوب کا اپنے محب سے مل جانا اور جب مل جاتے ہیں تو محیر العقول باتیں ظہور پذیر ہوتی ہیں۔ اس لئے کہ وہ تعلق ایک قادر خدا کے ساتھ ہے جو کسی کا محتاج نہیں اور سب مخلوق اُسکی محتاج ہے۔

حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی صاحبؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت مسیح موعودؑ کے بُلانے پر آپ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے ساتھ 2 بجے کے بعد دوپہر قادیان سے گورداسپور کے لئے روانہ ہوئے۔ شیخ صاحب نے کہا کہ میرے دل میں خیال آیا کہ حضرت مولوی صاحبؓ کہا کرتے ہیں کہ میرا خدا سے ایسا تعلق ہے اور اس کا وعدہ ہے کہ اگر میں جنگل میں بھی ہوں تو وہ رزق پہنچائے گا اور میں کبھی بھوکا نہیں رہوں گا۔ آج ہم بے وقت چلے ہیں، پتہ چل جائے گا کہ رات کے کھانے کا کیا انتظام ہوتا ہے۔ بٹالہ میں ایک مہمان خانہ میں چلے گئے۔ حضرت مولوی صاحبؓ چارپائی پر لیٹ کر کتاب پڑھنے لگے۔ شام چھ بجے کا وقت تھا اچانک ایک آدمی آیا اُس نے کہا کہ کیا مولوی نور الدین صاحب یہاں آئے ہیں؟ میں نے کہا ہاں وہ لیٹے ہوئے ہیں۔ اُس شخص نے کہا حضور میری ایک عرض ہے میری آج شام کی دعوت قبول کریں۔ مجھے کام کے سلسلہ میں امرتسر جانا ہے۔ میرا ملازم کھانا لے آئے گا۔ چنانچہ ملازم نہایت پُر تکلف کھانا لے کر آیا اور ہم نے سیر ہو کر کھایا۔ میں نے کہا اِنہیں تو واقعی خدا نے کھانا بھجوا دیا۔ پھر حضرت شیخ صاحب فرماتے ہیں کہ پھر ہم سٹیشن پر گئے تو آرام کے لئے آپ کا بستر کھولا۔ خدا گواہ ہے کہ اُس کے اندر سے ایک کاغذ میں لپٹے ہوئے دو پراٹھے نکلے جس کے ساتھ قیمہ رکھا ہوا تھا۔ میں سخت حیران ہوا کہ پہلے بھی اللہ کی طرف سے کھانا آیا تھا اور اب بھی۔ میں نے حضرت مولوی صاحب سے کہا آج میرے دل میں یہ خیال آیا تھا کہ دیکھیں آپ کا کھانا کیسے آتا ہے؟ سو دعوت بھی ہو گئی اور اب یہ پراٹھے بستر سے نکل آئے۔ حضرت مولوی صاحبؓ نے فرمایا "شیخ صاحب اللہ کو نہ آزمایا کریں اور خدا سے ڈریں۔ اس کا میرے ساتھ خاص معاملہ ہے"۔ (حیاتِ نُور صفحہ 275)

حضرت سیدہ مہر آپاؒ بیان فرماتی ہیں

"1953ء کے فسادات کا زمانہ تھا۔ محض احمدیت کی دشمنی کی بناء پر حضرت

میاں ناصر احمد صاحب (خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ) اور حضرت مرزا شریف احمد صاحب رضی اللہ عنہ کو قید کر لیا گیا۔ اس موقع پر میرے منہ سے بے اختیار نکل گیا پتہ نہیں، میاں ناصر احمد اور مرزا شریف احمد صاحب کا اِس گرمی میں کیا حال ہو گا؟ اسکے بعد میں نے دیکھا کہ آپ کے چہرے کا رنگ بدل گیا اور آپ عشاء کی نماز کے لیئے کھڑے ہو گئے۔ میں گریہ زاری کا وہ منظر بھول نہیں سکتی جو اس وقت میری آنکھوں نے دیکھا۔ اس گریہ میں تڑپ اور بے قراری بھی تھی۔ اس میں ایمان و یقین کامل کا بھی مظاہرہ تھا۔ یہی منظر پھر میں نے تہجد کے وقت دیکھا۔ جب دِن چڑھا تو پہلا تار جو مِلا وہ یہ خوشخبری لیئے ہوئے تھا کہ حضرت مرزا شریف احمد صاحب رِہا ہو چکے ہیں۔

(بحوالہ الفضل انٹرنیشنل 25 ستمبر 2015 تا 1 اکتوبر 2015 صفحہ 14)

خود سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے مستورات سے خطاب کرتے ہوئے جلسہ سالانہ 1969ء کے موقعہ پر فرمایا:

''ایک موقع پر ظالمانہ طور پر ہمیں بھی قید میں بھیج دیا گیا اور مجھے پہلی رات اس تنگ کوٹھڑی میں رکھا گیا۔ جہاں اُن لوگوں کو رکھا جاتا ہے جنہیں اگلے دن پھانسی پر لٹکایا جانا ہو۔ اوڑھنے کے لیئے ایک بوسیدہ کمبل تھا اور سرہانے رکھنے کے لئے اپنی اچکن تھی۔ میں نے اُس وقت دُعا کی کہ اے میرے رب! میں ظلم کر کے، چوری کر کے، کسی کی کوئی چیز مار کر یا غصب کر کے یا کوئی اور گناہ کر کے اس کوٹھڑی میں نہیں پہنچا۔ میں اس جگہ اس لئے بھیجا گیا ہوں کہ جہاں تک میرا تعلق ہے میں سمجھتا ہوں کہ میں تیرے نام کو بلند کرنے والا تھا۔ میں اس جماعت میں شامل تھا جو تو نے اس لیئے قائم کی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت دلوں میں پیدا کی جائے۔ میرے رب! مجھے یہاں آنے سے کوئی تکلیف نہیں، مجھے کوئی شکوہ نہیں، میں کوئی گلہ نہیں کرتا، میں خوش ہوں کہ تو نے مجھے قربانی کا ایک موقع دیا ہے اور میری اس تکلیف کی میری اپنی نگاہ میں بھی کوئی حقیقت اور قدر نہیں ہے لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ اس جگہ جہاں ہوا کا گزر نہیں، مَیں سو نہیں سکُوں گا۔ میں یہ دُعا کر رہا تھا اور میری آنکھیں بند تھیں۔ میں بلا مبالغہ آپ کو بتاتا ہوں کہ مجھے ایسا محسوس ہوا کہ میرے نزدیک ایک ایئر کنڈیشنر لگا ہوا ہے اور اس سے ایک نہایت ٹھنڈی ہوا نکل کر پڑنی شروع ہوئی اور میں سو گیا۔ (حیات ناصر از محمود مجیب اصغر صفحہ 173)

12 اگست (1988ء۔ ناقل) کے خطبہ جمعہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے اعلان کیا کہ

جنرل ضیاء الحق نے لفظاً معناً عملاً کسی شکل میں بھی احمدیوں پر کئے جانے والے مظالم پر پشیمانی کا اظہار نہیں کیا۔ اب معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپُرد ہے۔ ہم اس کی فعلی شہادت کے منتظر ہیں۔ آپ نے واشگاف الفاظ میں اعلان کیا:

''اب جنرل ضیاء الحق اللہ تعالیٰ کی گرفت اور اسکے عذاب سے بچ کر نہیں جا سکتا''۔

17 اگست 1988ء کو جنرل ضیاء الحق قہری تجلی کا نشانہ بن گیا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے دوسرے دن اپنے خطبہ جمعہ میں فرمایا:

''خدا تعالیٰ نے فیصلہ فرما دیا''۔

ہمیں اُڑانے کا عزم لے کر اُٹھے ہیں جو خاک کے بگولے

خدا اُڑا دے گا خاک اُن کی کرے گا رُسوائے عام کہنا

4 مئی 2008ء جمعرات کا دن تھا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے فار ایسٹ ممالک کے دورہ جات کے دوران ناندی فجی میں تھے۔ رات قریباً اڑھائی بجے کا وقت تھا۔ دُنیا کے مختلف ممالک سے فون آنے شروع ہو گئے۔ کہ اس وقت ٹی وی پر جو خبریں آ رہی ہیں ان کے مطابق ایک بہت بڑا سونامی طوفان فجی کے ساتھ والے جزائر TONGA میں آیا ہے اور یہ طوفان طاقت کے لحاظ سے انڈونیشیا والے سونامی سے بڑا ہے۔ صبح کے وقت ناندی فجی کا سارا علاقہ غرق کر دے گا۔ صبح ساڑھے چار بجے جب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نمازِ فجر کی ادائیگی کیلئے تشریف لائے تو حضور انور کی خدمت میں اس طوفان کے بارے میں رپورٹ پیش ہوئی اور جو پیغامات خیریت دریافت کرنے کے لئے فون پر موصول ہو رہے تھے ان کے متعلق بتایا گیا۔ حضور انور نے نماز فجر پڑھائی اور بڑے لمبے سجدے کئے اور خدا کے حضور مناجات کیں۔ نماز سے فارغ ہو کر مسیح کے خلیفہ نے احباب جماعت کو مخاطب ہو کر فرمایا کہ فکر نہ کریں اللہ تعالیٰ فضل فرمائے گا کچھ نہیں ہو گا۔ اس کے بعد حضور انور ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز واپس تشریف لائے۔ واپس آ کر جب ہم نے TV آن کیا تو TV پر یہ خبریں آنا شروع ہو گئیں کہ اس سونامی کا زور ٹوٹ رہا ہے اور آہستہ آہستہ اسکی شدّت ختم ہو رہی ہے۔ پھر قریباً دو اڑھائی گھنٹے میں خلیفہ وقت کی دُعاؤں سے چند گھنٹوں میں خود اس کا وجود مٹ گیا۔ اس روز فجی کے اخبارات نے یہ خبریں لگائیں کہ سونامی کا ٹل جانا کسی معجزے سے کم نہیں ۔۔۔۔ یہ معجزہ خلیفۂ وقت کی دُعا سے رُونما ہوا۔ پس آج جہاں جماعت احمدیہ کی ترقیات خلافت احمدیہ سے وابستہ ہیں۔ وہاں دنیا کی بقاء بھی خلافتِ احمدیہ سے وابستہ کر دی گئی ہے۔

سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں

''مجھ سے خدا تعالیٰ باتیں کرتا ہے اور مجھ سے ہی نہیں جو شخص میری اتباع کرے گا اور میرے نقشِ قدم پر چلے گا اور میری تعلیم کو مانے گا اور میری ہدایت کو قبول کرے گا خدا تعالیٰ اُس سے بھی باتیں کرے گا۔۔۔۔ احادیث نبویہ میں لکھا ہے کہ مسیح موعود علیہ السلام کے ظہور کے وقت یہ انتشارِ نورانیت اس حد تک ہو گا کہ عورتوں کو بھی الہام شروع ہو جائے گا اور نابالغ بچے نبوت کریں گے۔ اور عوام الناس روح القدس سے بولیں گے اور یہ سب کچھ مسیح موعود کی روحانیت کا پَرتو ہو گا''۔

(ضرورۃ الامام صفحہ 5)

احمدی خواتین کے تعلق باللہ کے ذکر میں سرِ فہرست حضرت سیّدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہ ہیں۔ آپکی نیکی اور دین داری کا مقدم ترین پہلو نماز تہجد اور نوافل میں شغف تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ پیارا قول کہ ''میری آنکھوں کی ٹھنڈک

نماز میں ہے"۔ یہی کیفیت حضرت سیّدہ اماں جان کو اپنے آقا و مولیٰ سے ورثے میں ملی تھی۔ اپنی ذاتی دُعاؤں میں جو دُعا سب سے زیادہ آپکی زبانِ مبارک پر آتی وہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ دُعا تھی۔ یَاحَیُّ یَاقَیُّوْمُ بِرَحْمَتِکَ اَسْتَغِیْثُ اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہر قربانی کے لیئے آپ کے دِل میں تڑپ رہتی۔ اللہ تعالیٰ سے محبت اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے محبت خدا کی رضا کو چاہتے ہوئے کی۔ اس راہِ ایمان میں صبر و استقامت، شکر اور صدق کا دامن تھامے رکھا۔

حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ تحریر فرماتی ہیں کہ حضرت اماں جان نے ایک خواب دیکھا کہ جب تمہارے بڑے بھائی محمود احمد پیدا ہونے والے تھے تو ایّام حمل میں مَیں نے خواب دیکھا کہ میری شادی مرزا نظام الدین سے ہو رہی ہے۔ اس خواب کا میرے دِل پر مرزا نظام الدین کے اشد مخالف ہونے کی وجہ سے بہت بُرا اثر پڑا کہ دُشمن سے شادی میں نے کیوں دیکھی۔ رنج و غم سے میرا بُرا حال تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ذکر نہ کیا مگر جب آپ نے بہت اصرار کیا کہ کیا بات ہے؟ کیا تکلیف پہنچی ہے؟ مجھے بتانا چاہیئے تو میں نے ڈرتے ڈرتے یہ خواب بیان کی۔ خواب سُن کر آپ بہت خوش ہوئے اور فرمایا اِتنا مبارک خواب۔ اور اتنے دِن تک تم نے مجھ سے چھپایا؟ تمہارے ہاں لڑکا اسی حمل سے پیدا ہو گا اور نظام الدین کے نام پر غور کرو۔ یہ مرزا نظام الدین نہیں۔ یہ تو دین کا نظام دُرست کرنے والا ہو گا۔ آج ہم سب اس بات کی گواہ ہیں کہ یہی بچہ تھے ہمارے پیارے حضرت مصلح موعودؓ جنہوں نے نظامِ جماعت کو استحکام بخشا اور "میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا" کا الہام بڑی شان سے پورا ہوا اور ہو رہا ہے الحمد للہ علیٰ ذلک۔

حضرت سیّدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کا چھوٹی عمر سے ہی ایک ایسا تعلق باللہ تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی اکثر آپ کو دُعا کو کہتے۔ آپ فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ آپؑ نے مجھ سے کہا کہ ایک خاص بات ہے دُعا کرو، رات کو دو نفل پڑھو، دُعا کرو، جو معاملہ دِل میں ہے۔ اس کے متعلق تم کو کچھ اشارہ ہو جائے۔ میں نے دُعا کی اور اُسی شب خواب دیکھا کہ حضرت خلیفہ اوّل چوبارہ پر بیٹھے ہیں۔ ہاتھ میں ایک کتاب ہے کہتے ہیں اس میں وہ الہام ہیں کہ میں ابو بکر ہوں۔ آپ نے خواب بتائی۔ آپؑ نے ایسے الفاظ فرمائے کہ جیسے جو دُعا کی تھی اُسی کا جواب ہے۔ آپ مطمئن ہو گئے۔ حضور نے فرمایا یہ خواب اپنی اماں کو نہ سُنانا۔ (سالنامہ مصباح 1970)

حضرت سیّدہ سعیدۃ النساء صاحبہ والدہ سیّدہ اُمِّ طاہر صاحبہ کے تعلق باللہ کے بارہ میں تحریر ہے کہ آپ نے بچپن سے آخر عمر تک دِن کا بڑا حصہ عبادت میں ایسے گزارا کہ اپنوں اور دوسروں میں پارسا کے لقب سے مشہور تھیں۔ آخری مرض تک نماز باجماعت ادا کرتیں۔ آپ کہتیں کہ نماز تو وہ ہوتی ہے جب انسان عرشِ معلّٰی پر جا کر اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ کرے۔ میں نماز سے سلام نہیں پھیرتی جب تک میری روح اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ نہیں کرتی اور یہ حالت ہوتی ہے تو میں اُس وقت اسلام اور ساری جماعت احمدیہ کے لیئے دُعاؤں میں لگ جاتی ہوں۔ (الفضل 11 دسمبر 1923)

ایک دِن اپنے رؤیا میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وسطی اور سبابہ دونوں اُنگلیاں کھڑی کر کے فرمایا کہ میں اور مسیح ایک ہی ہیں۔

خدا تعالیٰ پر کامل ایمان لانے والی صحابیات حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام میں سے ایک صحابیہ حضرت حسین بی بی والدہ حضرت چودھری ظفر اللہ خان صاحبہ کے تعلق باللہ کو دیکھیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کے وقت آپ نے آپ اقدسؑ کو کثرت سے رؤیا میں دیکھا۔ ایک رؤیا میں آپ نے ایک بزرگ کو دیکھا تو پوچھا یا حضرت اگر مجھے کوئی پوچھے کہ تمہیں کون بزرگ ملے ہیں تو کیا بتاؤں؟ تو جواب مِلا کہ کہیں "احمد مِلے ہیں"۔ چند دِن کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ کے شہر سیالکوٹ تشریف لائے۔ آپ نے اپنے خاوند محترم سے جانے کی اجازت لی اُنہوں نے فرمایا ابھی بیعت نہ کریں۔ آپ نے کہا اگر تو یہ وہی بزرگ ہیں تو میں تاخیر نہیں کر سکتی۔ تاخیر سے میرا عہد ٹوٹتا ہے۔ چنانچہ آپ نے اُسی روز بیعت کر لی۔ کچہری سے واپسی پر آپ کے خاوند محترم نے پوچھا بیعت تو نہیں کی۔ آپ نے جواب دیا۔ الحمد للہ میں نے بیعت کر لی۔ اُن کی طرف سے کچھ رنج کا اظہار ہوا۔ آپ نے اپنے تعلق باللہ کا اظہار کچھ یُوں کیا۔ یہ میرے ایمان کا معاملہ ہے۔ اس معاملہ میں آپ کی خفگی مجھ پر کوئی اثر نہیں کر سکتی۔

تعلق باللہ کا ایک اور واقعہ ایک اور ورق۔

اِنہی حسین بی بی نے اپنے بیٹوں کی زندگی بچانے کے لئے مشرک جے دیوی کو کچھ نہ دِیا۔ بلکہ فرمایا میں صِرف اللہ کو موت اور حیات کا مالک مانتی ہوں۔ کیا میں یہ مان لوں کہ میرے بچوں کی زندگی اس عورت کے اختیار میں ہے۔ یہ تو کُھلا کُھلا شِرک ہے میرے بچوں کو اللہ زندگی دے گا تو وہ زندہ رہیں گے۔ نہیں تو کوئی اور ہستی اُنہیں زندہ نہیں رکھ سکتی۔ شِرک کو رَدّ کیا اور خدا کے آستانہ پر جھکی رہیں۔ خدا کے ساتھ تعلق اور مضبوط تر ہوتا چلا گیا۔ خدا نے اور بیٹے بھی عطا کیئے اور عزت بھی۔ یہ تعلق باللہ کے وہ سُچے موتی ہیں جن کی چمک اور دِلکشی قیامت تک قائم رہے گی۔ انشاء اللہ۔

میری عزیز بہنو! تعلق باللہ کے اس مضمون میں خاکسار دوبارہ اس بات کی طرف متوجہ کرنا چاہتی ہے کہ خدا تعالیٰ اُس کے نبی اور خلافت کی حقیقی اتباع میں ہی تعلق باللہ ہو سکتا ہے۔ آپ نے حضرت ساریہؓ کا واقعہ پڑھا یا سُنا ہو گا کہ ایک لڑائی میں دُشمن آپ پر غالب آیا ہی چاہتا تھا کہ خدا تعالیٰ نے حضرت عمرؓ کو کشفاً آپ کی حالت سے مطلع فرمایا اور آپؓ نے مدینہ میں کہا "یاساریہ الجبل، یاساریہ الجبل" اور سینکڑوں میل دُور حضرت ساریہؓ نے حضرت امیر المومنین کی آواز کو سُنا اور فوراً پہاڑ کی اوٹ میں اپنی فوجوں کو کر لیا۔ خدا تعالیٰ نے مسلمانوں کو ایک بڑے نقصان سے بچا لیا۔

عزیز بہنو اور بچیو! تعلق باللہ کے سوا مذہب کی کوئی اور جان نہیں۔ ہم سب کی یہی آرزو ہے اور ہونی بھی چاہیئے کہ ہمارا اپنا بھی خدا سے ایک پیار کا اور مضبوط تعلق قائم ہو۔

بقیہ صفحہ نمبر 20 پر

صحابیاتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایمان افروز واقعات

تقریر امتہ الرفیق ظفر صاحبہ سابق صدر لجنہ اماء اللہ کینیڈا بر موقع جلسہ سالانہ کینیڈا جولائی 2018ء

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۞ (اٰلِ عمران:165)

آج سے پندرہ سو سال پہلے خدائے منعم و منّان کے تفضّلِ خاص سے اُمّ القریٰ، مکہ سے رُشد و ہدایت کا آفتاب طلوع ہوا۔ خدائے علیم و حکیم کے علم و عرفان کا چشمہ جبلِ حِراء سے پھوٹا۔ ملائکہ کے سردار رُوح الامین نے صدائے آسمانی اِقْرَأ کی مُنادی نبیوں کے سردار، خیر البریّہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے ذریعہ بلند کی۔

وہ عظیم نبی محمدؐ جو انسانِ کامل تھا۔ جو سرتاپا نُور تھا اور جس نے اوّل ما خلق اللّٰہُ نُوْرِیْ (زرقانی علی المواھب جلد 1 ص 23) کہ اللہ نے سب سے پہلے میرے نُور کو پیدا کیا کا مُژدہ سُنایا تھا۔ ہاں وہ کائنات کا فخر، کامل برکتوں کے ساتھ مبارک قدم لیئے۔ جب خدا تعالیٰ کی طرف سے کُل عالم کی ہدایت کے لیئے مبعوث کیا گیا تو اللہ نے اُس کے اندر ایک ایسا نُور اور ایک ایسا جذبہ پیدا کر دیا کہ سعید دِل اور نیک فطرت لوگ اس کی طرف کھنچے چلے آئے۔

سیّدنا حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کی پاکیزہ فطرت۔ آپؐ کا رشکِ بہار چہرہ، آپؐ کی شفقتیں، آپؐ کی عنایات، آپؐ کے احسانات آپؐ کے تفضلات، آپؐ کے تلطّفات، آپؐ کی صفاتِ حسنہ، آپؐ کی محبت و مودّت۔ ہاں آپؐ کی دلفریب شخصیت جو جمال و جلال کا مرقع تھی۔ حقیقت میں وہ جسم اور رُوح پر غالب آنے والی تھی۔ پس آپؐ کے متّبعین نے آپؐ کی کامل پیروی کی اور حد درجہ کی محبت کی۔

آپؐ کی پاکیزہ صحبت سے فیض پانے والے۔ آپؐ کے اقوال و افعال سے زندگی حاصل کرنے والے۔ یہ کامل اطاعت گزار وجود صحابہؓ اور صحابیاتؓ کہلائے۔ اللہ نے اُن کی اطاعت گزاری، وفاشعاری پر اُنہیں رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ (سورۃ البینہ:9) کا عظیم الشان انعام عطا فرمایا۔

اس مطہر و مقدس وجود حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر ایمان لانے والے، آپؐ کی پاک صحبت سے فیضیاب ہونے والے کمال درجہ کے انسان تھے۔ وہ صحابہؓ اور صحابیاتؓ جنہوں نے حضور ﷺ کے نُورانی چہرے اور حُسن و جمال سے اپنی آنکھیں روشن کی تھیں۔ وہ خود اُس اُسوۂ حسنہ محمدؐ کا عملی نمونہ بن گئے۔ حضورؐ نے خود اُن کی تعلیم و تربیت فرمائی۔ اُن کا ایسا تزکیہ کیا۔ اُن کے ایمان و اخلاص کو ایسی جِلا بخشی کہ آج بھی اُن کی وفاؤں کی چمک۔ اُن کے اخلاص کی تابناکی، اُن کے تقویٰ کی خوشبو کائنات کے حُسن میں اضافہ کر رہی ہے۔ قابلِ صد مبارک تھے وہ وجود کہ اللہ نے خود حضرت محمد ﷺ کو اُن کا معلّم، استاد، رہبر، نگران اور مزکّی بنایا تھا جیسا کہ یہ آیتِ مبارکہ جو خاکسار نے ابتداء میں تلاوت کی ہے اس بات پر گواہ ہے۔ جس میں اللہ عزّ و جل فرماتا ہے۔

ترجمہ: یقیناً اللہ نے مومنوں پر احسان کیا جب اس نے ان کے اندر انہی میں سے ایک رسول مبعوث کیا۔ وہ ان پر اس کی آیات کی تلاوت کرتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب اور حکمت سکھاتا ہے۔ جبکہ اس سے پہلے وہ یقیناً کھلی کھلی گمراہی میں مبتلا تھے۔ (آلِ عمران:165)

پس حضور ﷺ کی پاکیزہ حیات، آپؐ کی تعلیم و تربیت، آپؐ کے انفاسِ قدسیہ، آپؐ کی اصلاح و ہدایت کی بدولت، یہ مبارک وجود آسمانِ ہدایت کے ستارے بن گئے۔ جیسا کہ خود حضور ﷺ کا اِرشادِ گرامی ہے۔

اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ فَبِاَیِّهِمْ اقْتَدَیْتُمْ اِهْتَدَیْتُمْ۔

(تشیید المبانی صفحہ 200 تفسیر کبیر جلد 8۔ مشکوٰۃ المصابیح مناقب صحابہؓ)

کہ میرے صحابہؓ ستاروں کی مانند ہیں۔ جس کی بھی پیروی کرو گے ہدایت پا جاؤ گے۔

صحابیاتِ رسول ﷺ کے دِلوں میں اللہ تعالیٰ نے ایمان کو نقش کر دیا تھا۔ اللہ تعالیٰ اُنہیں خوشخبریاں دیتا تھا اور اُن کی رُوح القدس کے ذریعہ نصرت فرماتا تھا اور اُن سے ہم کلام ہوتا تھا اور اُن پر اپنی برکتوں کا نزول فرماتا تھا اور اپنی محبت اور ناز کی نعمتوں سے متمتع کرتا تھا۔

ہزاروں ہزار رحمتیں نازل ہوتی رہیں ہماری اُس عظیم، قابلِ فخر مقدس ماں **حضرت خدیجہؓ** پر جو ہمارے پیارے نبی محمد ﷺ کی محبوب زوجہ مطہرہ تھیں۔ آپؓ نے ہمارا سر فخر سے بلند کر دیا اپنی وفاؤں کے باعث۔ اپنی عدیم المثال قربانیوں کی وجہ سے آپ اوّل المصدّقین ہیں۔ آپ ہی وہ خاتونِ اوّل ہیں جنہوں نے سب سے پہلے اسلام کی آواز پر بغیر کسی ہچکچاہٹ کے لبیک کہا۔ حضورؐ فرمایا کرتے تھے کہ میں سوموار کے دن مبعوث ہوا اور خدیجہؓ نے اسی دن کے آخری حصہ میں نماز ادا کی۔

پھر آپؓ ہی وہ پہلی عظیم عورت ہیں۔ جنہوں نے اُمّت میں اس خدائی آواز کو دوسروں تک پہنچانے کا فریضہ بھی ادا کیا۔ آپ حضورؐ کو پہلی وحی نازل ہونے کے بعد اپنے چچازاد بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں۔ جنہوں نے حضورؐ سے سارا واقعہ سُنتے ہی فرمایا۔ هٰذَا النَّامُوْسُ الَّذِیْ نُزِّلَ عَلٰی مُوْسٰی۔ یہ وُہی فرشتہ ہے جو مُوسیٰؑ پر نازل ہوا تھا۔ اور پھر آپؐ کی صداقت پر ایمان لاتے ہوئے آپؐ کو ان الفاظ میں تسلّی دی کہ اگر میں زندہ رہا تو تمہاری بھرپور مدد کروں گا۔

حضور ﷺ کی پاکیزہ رفاقت نے حضرت خدیجہؓ کی روحانیت میں ایک نئی شان پیدا کر دی تھی۔ وہ حضورؐ کی سچے دل سے غمگسار اور وفا شعار بیوی تھیں۔ پہلی وحی کے نزول کے بعد جب حضورؐ سخت گھبراہٹ کے عالم میں گھر تشریف لائے اور سارا واقعہ سُنایا اور فرمایا خدیجہ اَنَا خَشِیْتُ عَلٰی نَفْسِیْ کہ مجھے تو اپنی جان کا ڈر پیدا ہو گیا ہے۔ تو آپ نے اپنے مقدس خاوند کو جو خدا نما وجود تھا اور جس کی روحانیت کا آپؓ کئی بار مشاہدہ کر چکی تھیں۔ تسلی دیتے ہوئے فرمایا۔ ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔ خدا کی قسم! اللہ آپؐ کو کبھی رُسوا نہیں کرے گا کیونکہ آپؐ صلہ رحمی کرتے ہیں اور بے کس لوگوں کا بوجھ اُٹھاتے ہیں اور وہ نیکیاں جو معدوم ہو چکی ہیں بجالاتے ہیں اور مہمان کی مہمان نوازی کرتے ہیں اور سچی ضرورتوں پر لوگوں کی مدد کرتے ہیں۔

(صحیح بخاری جلد 1 صفحہ 3)

حضرت خدیجہؓ کی یہ شہادت دراصل نبی کریم ﷺ کی رسالت کی گواہی، آپؐ کی صداقت، خدا پر کامل یقین اور کامل محبت اور کامل وفا کا اعلان ہے اور حضورؐ کی سیرتِ مبارکہ کی بہترین عکّاس ہے۔

پھر سیّدنا حضرت محمد ﷺ کی رسالت کے اعلان کے بعد جس طرح دُشمنوں نے آپؐ کو استہزاء کا نشانہ بنایا۔ آپؐ کو سخت ایذاء دی۔ ایسے نازک وقت میں دل دِہلا دینے والے مصائب پر حضرت خدیجہؓ نے اپنے ایمانِ کامل اور خدمت گزاری کی مثال قائم کر دی۔

حضرت خدیجہؓ اسلام میں پہلا مالی بوجھ اُٹھانے والی وہ جلیل القدر ہستی تھیں جنہوں نے حضور ﷺ اور اسلام کی اس قدر خدمت کی کہ اس کی نظیر نہیں ملتی۔ آپؓ حضور کی غمگسار، وفا شعار زوجہ مطہرہ اور مخلص وزیر اور مُشیر تھیں۔ آپؓ کی وفات کے بعد حضورؐ آپ کے لیئے بے قرار ہو جاتے اور فرماتے۔

"ہر مصیبت میں اُس نے میرا ساتھ دیا۔ ہر مشکل کے وقت اُس نے میرے لیئے قربانی کی۔ کیا میں اُسے بھول سکتا ہوں؟ اُس نے میری اُس وقت خدمت کی۔ جب ساری دُنیا مجھے چھوڑ چکی تھی۔ وہ میرے دُشمنوں کے مقابلہ میں میرے ساتھ پہاڑ بن کر کھڑی رہی۔ اے میرے حبیبِ کبریاء کی محبوب ہستی! خدا کی آپؓ پر اَن گِنت رحمتیں نازل ہوتی رہیں۔ جا۔ جنّت میں ابدی بسیرا کر۔ خدائے سلام نے جبرائیلؑ کے ذریعے خود آپ کو جنت میں موتیوں کے محل کی بشارت دی تھی۔

(اسدُالغابہ جلد 5 ص 438)

صحابیاتؓ کو خدائے واحد کی ذات سے عشق تھا۔ وہ عبادت کی معراج تک جا پہنچی تھیں۔

آیئے! رحمتوں اور برکتوں کی دُعائیں مانگیں۔ اسلام کی مایہ ناز خاتون

اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کے لیئے جنہوں نے اپنے جسم اور رُوح کا رُواں رُواں حضور ﷺ کے دامنِ فیض اور برکات سے متمتع کیا تھا۔ آپؓ نے اُمتِ مسلمہ کی عورتوں کی اصلاح اور تعلیم و تربیت کا بے نظیر کارنامہ سرانجام دیا۔

آپؓ کو اللہ کی عبادت میں انتہائی شغف تھا۔ فرض نمازوں کے علاوہ سُنّتیں اور نوافل کثرت سے پڑھتی تھیں۔ تہجد اور چاشت کی نماز باقاعدگی سے ادا کرتی تھیں نفلی روزے بھی کثرت سے رکھتیں۔ آپؓ کا دِل خدا کے خوف سے لبریز رہتا۔ کوئی دیرینہ بات یاد آتی تو بے اختیار رونے لگتیں۔ ایک مرتبہ فرمایا کہ میں کبھی سیر ہو کر نہیں کھاتی کہ مجھے رونا نہ آتا ہو۔ اُن کے شاگرد نے پوچھا۔ کیوں؟ فرمانے لگیں۔ مجھے وہ حالت یاد آجاتی ہے جس میں رسولِ خدا ﷺ نے دنیا کو چھوڑا۔ خدا کی قسم! آپؐ نے کبھی دِن میں دوبار بھی سیر ہو کر روٹی اور گوشت نہیں کھایا۔

حضرت عائشہؓ دِن رات کا زیادہ حصہ عبادت میں اور لوگوں کے دینی مسائل میں صَرف کرتی تھیں۔ اُن کا پاکیزہ دِل علم و حکمت سے بھرا ہوا تھا اور بنی نوع انسان کیلئے مہر و محبت کا خزانہ تھا۔ آپؓ عورتوں میں قرآن مجید کا درس دیتی تھیں۔ جسے مَرد بھی آکر سُنا کرتے تھے۔ آپؓ فقہ میں مردوں سے سبقت لے گئی تھیں۔ قرآن مجید کے مطالب، حلال و حرام کے احکامات اور فقہی مسائل میں کسی کو آپؓ کی ہمسری حاصل نہ تھی۔ صحابہؓ کو جب کوئی علمی یا شرعی مسئلہ پیش آتا تو وہ حضرت عائشہؓ سے راہنمائی طلب کرتے۔ عورتوں میں سب سے زیادہ احادیث آپؓ سے مروی ہیں۔ محبوبِ خدا حضرت محمد ﷺ فرمایا کرتے تھے۔

آدھا دین عائشہؓ سے سیکھو۔ (البدایۃ والنہایۃ جلد 3 ص 129)

حضرت اُمّ حبیبہؓ جن کا نام رَملہ تھا اور جو ابوسُفیان کی بیٹی تھیں۔ لیکن وہ نیک اور صالح فطرت خاتون تھیں۔ آپ نے ابتدائی دور میں اپنے خاوند عبید اللہ بن جحش کے ساتھ اسلام قبول کیا تھا۔ بعد ازاں بیوہ ہونے کے بعد حضورؐ کی زوجیّت میں آئیں۔ ان کے والد ابوسُفیان فتح مکہ تک اسلام دُشمنی میں بہت آگے بڑھے ہوئے تھے۔ ایک دن وہ اپنی بیٹی اُمّ حبیبہ کو ملنے آئے۔ حضرت اُمّ حبیبہؓ کے پاس ایک فرش پڑا ہوا تھا۔ اُنہوں نے جلدی سے اُسے لپیٹ دیا۔ ابوسُفیان کو ناگوار گزرا اور اپنی بیٹی سے بولے۔ تُو نے یہ بستر کیوں تہہ لگا دیا۔ حضرت اُمّ حبیبہؓ نے جواب دیا۔ اے میرے باپ! تُو مشرک ہے اور ناپاک ہے اور یہ وہ فرش ہے جس پر حضورؐ بیٹھتے ہیں۔ مَیں کس طرح برداشت کر سکتی ہوں کہ خدا کے نبیؐ کے فرش کو تُو ہاتھ لگائے۔ جب میں تجھ سے جُدا ہوئی تو کافر تھی لیکن اب مجھے خدا نے اسلام کی دولت دی ہے اور مجھے معلوم ہے کہ محمد رسول اللہؐ کی کیا حیثیت ہے اور تیری کیا حیثیت ہے؟

یہ سُن کر ابوسفیان خون کے گھونٹ پی کر رہ گیا اور صرف اتنا کہا کہ تو میرے پیچھے بہت بگڑ گئی ہے۔ (اصابہ جلد 6 ص 586)

یہ نمونہ ہے کامل ایمان کا۔ اور کیسا شاندار مظاہرہ ہے محبتِ رسولؐ کا۔ جس کے بغیر کوئی شخص کامل الایمان نہیں ہو سکتا جیسا کہ حضور ﷺ فرماتے تھے۔

لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ وَّلَدِہٖ وَوَالِدِہٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ۔ (مستدرک حاکم کتاب معرفۃ الصحابۃ باب اُمّ حبیبہؓ۔ بخاری کتاب الایمان حب الرسول من الایمان رقم الحدیث 15)

حضرت نبی کریم ﷺ کی قُوّتِ قدسیہ نے صحابیات کے اندر غیر معمولی روحانی انقلاب برپا کر دیا تھا۔ اُن میں فدائیت، محبوبیت، وفا کامل اطاعت کے انمول جذبات و احساسات پیدا ہو چکے تھے۔ اُنہوں نے دینِ محمدؐ کی خاطر ظلم و ستم سہے۔ ماریں کھائیں، جانیں دیں اور اپنے بچوں اور بھائیوں اور شوہروں کی قربانیوں پر عدیم المثال نمونے پیش کئے۔

حضرت صفیہؓ بن عبد المطلب حضور ﷺ کی پھوپھی تھیں اور سابقون الاوّلون کی جماعت میں شمار ہوتی تھیں۔ آپ ایک بہادر، شیر دِل صحابیہ تھیں۔ آنحضرت ﷺ کی سچی اطاعت گزار تھیں۔

غزوہ اُحد میں حضرت حمزہؓ جو حضور ﷺ کے چچا اور حضرت صفیہؓ کے بھائی تھے۔ مردانہ وار لڑتے ہوئے شہید ہو گئے تھے۔ جُبیر بن مطعم کے غلام وحشی بن حرب نے آپ کو برچھا مار کر شہید کر دیا تھا اور ہند بیت عُتبہ نے آپ کی نعش کا مُثلہ کیا تھا اور سیّد الشہداء حضرت حمزہؓ کا کلیجہ چبا کر پھینکا تھا۔ رسول کریم ﷺ نہیں چاہتے تھے کہ حضرت صفیہؓ اپنے محبوب اور دلاور بھائی کی لاش کو اس حالت میں دیکھیں۔

حضرت زبیرؓ سے مروی ہے کہ غزوہ اُحد کے دِن اختتام پر ایک عورت سامنے سے بڑی تیزی کے ساتھ آتی ہوئی دکھائی دی۔ قریب تھا کہ وہ شہداء کی لاشیں دیکھ لیتی۔ نبی کریم ﷺ نے اس کو اچھا نہیں سمجھا کہ کوئی خاتون وہاں آئے اور لاشوں کی جو بُری حالت تھی وہ دیکھ سکے۔ اس لیئے فرمایا کہ اس عورت کو روکو۔ اس عورت کو روکو۔ حضرت زبیرؓ فرماتے ہیں کہ مَیں نے غور سے دیکھا کہ یہ میری والدہ حضرت صفیہؓ ہیں۔ چنانچہ میں اُن کی طرف دوڑتا ہوا گیا اور شہداء کی لاشوں تک پہنچنے سے قبل ہی اُنہیں جالیا۔ اُنہوں نے مجھے دیکھ کر، میرے سینے پر مار کر مجھے پیچھے دھکیل دیا۔ وہ ایک مضبوط خاتون تھیں اور کہنے لگیں پرے ہٹو۔ میں تمہاری کوئی بات نہیں مانوں گی میں نے عرض کیا کہ نبی کریم ﷺ نے آپ کو روکنے کا کہا ہے کہ آپ ان لاشوں کو مت دیکھیں۔ یہ سُنتے ہی وہ رُک گئیں اور اپنے پاس موجود دو کپڑے نکال کر فرمایا۔ یہ دو کپڑے ہیں جو مَیں اپنے بھائی حمزہؓ کے لیئے لائی ہوں۔ کیونکہ مجھے ان کی شہادت کی خبر مل چکی ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ حضرت صفیہؓ کی بے مثال اطاعت صحابہؓ رسول اللہ ﷺ کے ایمان افروز واقعات کا تذکرہ ہوئے فرماتے ہیں۔

”تو یہ تھی اطاعت اُس زمانے کی۔ یعنی کہ وہ یہ سُنتے ہی کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ اسے روکو۔ تو جہاں بھی آنحضرت ﷺ کا نام سُنا۔ باوجود غم کی حالت کے، باوجود اس کے کہ وہ بڑی جوش کی حالت میں تھیں فوری طور پر اپنے جذبات کو کنٹرول کیا اور رُک گئیں۔ یہ کامل اطاعت ہے۔ اور کہنے لگیں کہ اپنے بھائی کے لیے کپڑے لائی ہوں۔ شہادت کی خبر مجھے مل چکی ہے۔ تم اِنہیں اِن کپڑوں میں کفن دے دینا۔ (خطبہ جمعہ فرمودہ 4 مئی 2018)

صحابیات میں مالی قربانی کے لیے غیر معمولی جوش پایا جاتا تھا۔ زیور عورت کو بہت محبوب ہوتا ہے۔ ایک مرتبہ جب حضور ﷺ کو کچھ ضرورت پیش آئی تو آپؐ نے عید کی نماز کے بعد صحابیات میں تحریک فرمائی تو اُنہوں نے اپنے ہاتھوں اور کانوں کے زیور اتار کر چندے میں دے دیئے۔

حضرت اُمّ سُلیمؓ نے اپنا نخلستان حضور ﷺ کے لیئے وقف کر دیا۔

سیّدنا عُروہ بن زبیرؒ کہتے ہیں کہ میں نے اُم المومنین حضرت عائشہؓ کو دیکھا کہ اُنہوں نے ایک روز ستّر ہزار درہم اللہ کی راہ میں صرف کئے اور خود اُن کے جسم پر پیوند لگا ہوا کرتا تھا۔ (رحمۃ اللعالمین از قاضی محمد سلیمان سلمان منصور پوری ص 142)

سیّدۃ النساء، خاتونِ جنت حضرت فاطمۃ الزہراءؓ جو عادات و خصائل میں اپنے عظیم باپ حضرت محمد ﷺ کا بہترین نمونہ تھیں۔ نہایت صابر و شاکر، کمال درجہ کی عبادت گزار اور حضور ﷺ کے ہر فرمان پر عمل کرنے والی تھیں۔

ایک دفعہ حضرت علی مرتضیٰؓ گھر تشریف لائے۔ کچھ کھانے کیلئے طلب کیا سیّدہ فاطمہؓ نے بتایا کہ آج تیسرا دِن ہے۔ گھر میں جَو کا ایک دانہ تک نہیں ہے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا۔ اے فاطمہؓ! مجھ سے تم نے ذکر کیوں نہ کیا۔ آپؓ نے جواب دیا۔ میرے باپ نے رُخصتی کے وقت نصیحت کی تھی کہ میں کبھی سوال کر کے آپ کو شرمندہ نہ کروں۔

ایک دفعہ قبیلہ بنو سُلیم کا ایک بوڑھا آدمی مسلمان ہوا۔ حضور ﷺ کے ارشاد پر حضرت سلمان فارسیؓ اس اعرابی کی خوراک کا انتظام کرنے کے لیئے نکلے۔ چند گھروں سے دریافت کیا مگر کچھ نہ ملا۔ پھر حضرت فاطمہؓ کے مکان پر آئے اور اس کیلئے خوراک کا بندوبست کرنے کے لیئے کہا۔ سیّدہ فاطمہؓ نے آبدیدہ ہو کر فرمایا۔ اے سلمانؓ! خدا کی قسم! آج ہم سب کو تیسرا فاقہ ہے۔ دونوں بچے بھوکے سوئے ہیں لیکن سائل کو خالی ہاتھ نہ جانے دُوں گی۔ پھر کہا۔ جاؤ، میری چادر شمعون کے پاس لے جاؤ اور کہو۔ فاطمہ بنت محمدؐ کی یہ چادر رکھ لو اور اس غریب انسان کو تھوڑی سے جنس دے دو۔ حضرت سلمانؓ اعرابی کو ساتھ لے کر یہودی کے پاس پہنچے اور سارا ماجرا بیان کیا وہ یہودی حیران رہ گیا اور پھر پکار اُٹھا۔ اے سلمانؓ! خدا کی قسم! یہ وُہی لوگ ہیں جن کی خبر توریت میں دی گئی ہے۔ گواہ رہنا کہ میں فاطمہؓ کے باپ محمدؐ پر ایمان لایا۔ اس کے بعد اُس نے کچھ غلّہ حضرت سلمانؓ کو دیا اور چادر بھی سیّدہ فاطمہؓ کو واپس بھیج دی۔ حضرت فاطمہؓ نے اپنے ہاتھ سے اناج پِیسا اور روٹی بنا کر اعرابی کے لیئے حضرت سلمانؓ کو دی۔ انہوں نے کہا۔ اس میں سے کچھ بچوں کے لیے رکھ لیں۔ فرمایا سلمانؓ! جو چیز خدا کی راہ میں دے چکی وہ میرے بچوں کے لیئے جائز نہیں۔

حضرت سلمانؓ روٹی لے کر حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضورؐ نے وہ روٹی اعرابی کو دی اور پھر حضرت فاطمہؓ کے گھر تشریف لے گئے۔ حضرت سیّدہ کے سر پر

شفقت سے ہاتھ پھیرا اور آسمان کی طرف دیکھا اور دُعا کی۔

"بارِ الٰہیہ یہ فاطمہؓ تیری کنیز ہے۔ اس سے راضی رہنا۔ (تذکار صحابیات صفحہ 138-139)

خدا کی رضا کی جنتوں میں بسیرا کرنے والی، میرے محبوب آقا محمدؐ کی پیاری بیٹی۔ تجھ پر لاکھوں سلام۔

صحابیات قرآنی احکامات پر سچے دل سے عمل پیرا تھیں وہ زُہد و تقویٰ، حق گوئی اور عفت و عصمت کا نمونہ ٹھہریں۔

حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ جنہیں ذات النطاقین بھی کہا جاتا ہے۔ بے حد کریم النفس اور سخی تھیں۔ شروع شروع میں آپ ہر چیز ناپ تول کر خرچ کیا کرتی تھیں۔ جب حضور ﷺ کو معلوم ہوا تو آپؐ نے فرمایا۔ اسماء! ناپ تول کر مت خرچ کیا کرو۔ ورنہ خدا بھی نپی تُلی روزی دے گا۔ (بخاری کتاب الزکاۃ باب التحریض علی الصدقۃ)

حضرت اسماءؓ نے حضورؐ کے اس ارشاد کو سُنا تو کھلے دل سے خرچ کرنے لگیں اور پھر اُن کے خاوند کی آمدنی بڑھ گئی اور تھوڑی ہی مُدّت میں ان کے گھر میں دولت کی رَیل پیل ہو گئی۔

آسودہ حالی کے بعد حضرت اسماءؓ نے اپنی سادہ زندگی ترک نہ کی۔ رُوکھی سُوکھی روٹی سے پیٹ بھر تیں۔ اپنی دولت کو غرباء میں تقسیم کر دیتیں اور اپنے بچوں کو ہمیشہ کہتیں کہ مال جمع کرنے کے لیئے نہیں ہوتا بلکہ حاجت مندوں اور غرباء کی امداد کرنے کیلیئے ہوتا ہے۔ اگر تُم بخل کرو گے تو اللہ بھی تمہیں اپنے فضل و کرم سے محروم رکھے گا۔ ہاں جو صدقہ کرو گے اور راہِ خدا میں خرچ کرو گے وہ تمہارے کام آئے گا۔

حضرت اُمّ دحداحؓ اور حضرت ابو ثابت بن دحداحؓ (شہیدِ اُحد) جوشِ ایمان اور اخلاص و وفا اور انفاق فی سبیل اللہ اور جذبۂ فدائیت میں بہت بڑھے ہوئے تھے۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ جب سورۃ الحدید کی یہ آیت مَنْ ذَالَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰہَ قَرْضًا حَسَنًا فَیُضٰعِفَہٗ لَہٗ وَلَہٗ اَجْرٌ کَرِیْمٌ (الحدید:12)۔ کون ہے جو اللہ کو قرضہ حسنہ دے تا کہ اللہ اُسے بڑھا کر واپس کرے اور اس کے لیے بہترین اجر ہے۔ نازل ہوئی، تو حضرت ابو دحداحؓ حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا، کیا اللہ ہم سے قرض چاہتا ہے؟ آپؐ نے فرمایا۔ ہاں۔ پھر ابو دحداحؓ نے حضورؐ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر کہا اے اللہ کے رسولؐ! میں اپنا باغ اللہ کو قرض دیتا ہوں۔

یہ باغ جو ابو دحداحؓ نے راہِ حق میں صدقہ کیا تھا کوئی معمولی باغ نہ تھا۔ اس میں کھجور کے چھ سو درخت تھے اور اسی میں ان کا مکان تھا۔ پھر گھر گئے اور اپنی اہلیہ کو پُکار کر کہا۔ دحداح کی ماں گھر سے نکل آؤ۔ میں نے یہ باغ اور گھر اپنے ربّ کو قرض دے دیا ہے۔

حضرت اُمّ دحداحؓ جو سعادت مند بیوی تھیں اور اللہ کی راہ میں خرچ کرنا سعادت سمجھتی تھیں۔ اس کے ایمان پر رشک آتا ہے۔ بولیں۔ ابو دحداحؓ تم نے نفع کا سودا کیا ہے۔ یہ کہہ کر اپنا سامان ایک گٹھڑی میں باندھا اور بچے کو لے کر باغ سے باہر نکل آئیں۔

حضرت اُمّ خلادؓ انصاریہ وہ عظیم صحابیہ تھیں جو شرم و حیا کا لبادہ اوڑھے ہوئے تھیں۔ ان کے بیٹے خلادؓ ایک مخلص صحابی تھے۔ جنگ احزاب کے بعد جب حضور ﷺ نے یہود بنو قریظہ کا محاصرہ کیا تو وہ بھی حضور ﷺ کے ہم رکاب تھے۔ دوران محاصرہ یہودیوں کے قلعے کی دیوار کے نیچے سایہ میں بیٹھے تھے کہ ایک یہودی عورت نے چکی کا پاٹ ان کے سر پر گرا دیا جس سے وہ شہید ہو گئے۔

ان کی والدہ کو جب یہ اندوہ ناک خبر ملی تو وہ اس حادثے کا سن کر حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ اس وقت حاضرین میں سے کسی نے اُسے دیکھ کر کہا۔ "بی بی! تمہارا بیٹا مارا گیا ہے، تعجب ہے کہ ایسی مصیبت کے وقت بھی تم نے اپنے چہرے پر نقاب ڈال رکھی ہے"۔

اُمّ خلاد نے بڑے اطمینان سے جواب دیا اگر میں نے اپنا بیٹا کھویا ہے تو کیا اب شرم و حیا بھی کھو دوں۔ حضور ﷺ نے اس موقع پر فرمایا اِنَّ لَہٗ اَجْرَ شَھِیْدَیْنْ کہ "تمہارے بیٹے کو دو شہیدوں کا ثواب ملے گا۔ کیونکہ اسے اہل کتاب نے قتل کیا ہے"۔

(مسند ابی داؤد۔ تذکار صحابیات صفحہ 320)

یہ تھیں وہ عظیم صحابیات جن کا زیور شرم و حیا تھی۔ جن کا لباس تقویٰ تھا۔ جن کا اوڑھنا، بچھونا قرآن تھا اور جنہوں نے ہر دُکھ، ہر مصیبت کی گھڑی میں خدا تعالیٰ کے احکامات پر عمل کر کے دنیا میں مثال قائم کر دی۔

صحابیات کے اندر دین کی محبت اور نیکیوں میں سبقت لے جانے کی رُوح سرایت کر چکی تھی۔ انہوں نے ایمان کی سرزمین میں نیکیوں کے بیج بوئے۔ وہ مردوں کے شانہ بشانہ ہو کر سبقت فی الاسلام اور دین حق کی خاطر ہر شے قربان کرنے کے لئے تیار رہتی تھیں۔

یہ عظیم نبی حضرت محمد ﷺ جو فیض و عطا میں سورج کی مانند روشن تھا جس کے لب علم و حکمت کا زندگی بخش چشمہ تھے۔ صحابہؓ کی طرح صحابیات نے بھی اپنے دِلوں کو اس کوثر سے سیراب کیا تھا۔ وہ علم دین سیکھنے اور پھر اُس پر عمل پیرا ہونے کا بے حد شوق رکھتی تھیں۔ وہ حقیقی معنوں میں اَلْعِلْمُ فَرِیْضَۃٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ وَ مُسْلِمَۃٍ (ابن ماجہ) پر عمل پیرا تھیں۔

حضرت یُسیرہؓ بنت صفوان مہاجر صحابیہ تھیں۔ وہ فرماتی تھیں کہ حضور ﷺ نے ہمیں فرمایا کہ تم سُبْحَانَ اللّٰہِ اور لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اور سُبْحَانَ الْمَلِکُ الْقُدُّوْسُ یَا سَبُّوْحُ قُدُّوْسُ رَبَّنَا وَ رَبُّ الْمَلٰٓئِکَۃِ وَ الرُّوْحِ۔ پڑھنے کو اپنے اوپر لازم کر لو اور اپنی انگلیوں پر گنو اس لئے کہ انگلیوں سے پوچھا جائے گا اور یہ جواب دیں گی اور اس میں غفلت نہ کرنا ورنہ خدا کی رَحمت تم کو بھلا دے گی۔ (ترمذی و ابو داؤد)

آیئے ایک شیر دل صحابیہ، عرب کی عظیم مرثیہ گو، صبر و استقلال کی پیکر **حضرت خنساءؓ** کی جرأت ایمانی ملاحظہ کریں۔ اس عظیم صحابیہؓ نے صبر و تحمل اور تسلیم

ورضا کا ایسا حیرت انگیز مظاہرہ کیا کہ چشم ارض وفلک نے کبھی اس کی نظیر نہ دیکھی ہوگی۔

حضرت عمر فاروقؓ کے عہد خلافت میں جنگِ قادسیہ ایک خونریز اور فیصلہ کن جنگ تھی جس میں دولاکھ سے زائد ایرانی، تیس چالیس ہزار مسلمانوں کے مقابل پر آئے ہوئے تھے۔ حضرت خنساءؓ جذبۂ جہاد سے سرشار اپنے چاروں بیٹوں کے ساتھ میدان جنگ میں موجود تھیں۔

یہ سرفروش مجاہدہ اپنے چاروں بچوں کو جنگ کے لئے بھیجتے ہوئے کہتی ہے کہ میرے بچو! تم اپنی خوشی سے اسلام لائے اور اپنی خوشی سے تم نے ہجرت کی۔ اُس ذاتِ لایزال کی قسم! جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ جس طرح تم ایک ماں کے پیٹ سے پیدا ہوئے۔ اسی طرح ایک باپ کی اولاد ہو۔ میں نے نہ تمہارے باپ سے خیانت کی اور نہ تمہارے ماموں کو ذلیل ورسوا کیا۔ تمہارا نسب بے عیب ہے اور تمہارا حسب بے داغ۔ میں اُمید کرتی ہوں کہ تم اس خدمت کے صلہ میں آج میری عزت کی حفاظت کروگے۔ آج کفر اور اسلام کی زبردست ٹکر ہے جاؤ اور جاکر لڑو۔ اگر فتح حاصل کئے بغیر واپس لوٹے تو قیامت کے دن میں تمہیں اپنا دودھ نہ بخشوں گی۔

اپنی ماں کی یہ نصیحت سن کر ان چاروں نوجوانوں کے دل میں شوقِ شہادت کے شعلے بھڑک اٹھے اور پھر وہ ایسی وارفتگی اور بہادری کے ساتھ لڑے اور دشمنوں کو خاک وخون میں نہلا کر شہادت کا درجہ پاگئے۔

سبحان اللہ کیسا حیرت انگیز مظاہرہ ہے قوت ایمانی کا۔

کیا کسی ماں نے ایسے فرزند جنے۔ لاریب۔ ایسی عظیم ہستیاں صرف اور صرف اسلامی تاریخ میں نظر آتی ہیں جنہوں نے پیارے محمد ﷺ کی تربیت سے فیض پاکر اسلام کی سربلندی کے لئے اپنی جان ومال اور اپنے بچوں کو قربان کردیا۔

تاریخ گواہ ہے کہ صحابیاتؓ نے ہر موقع پر عدیم المثال صبر وثبات کا مظاہرہ کیا۔ وہ اس بات کا کامل ادراک رکھتی تھیں کہ تمام سعادت خداشناسی اور خدا کی رضا میں مضمر ہے۔ وہ جانتی تھیں کہ خدا کی طرف محبت اور وفا کے ساتھ جھکنے والا کبھی ضائع نہیں کیا جاتا۔

حضرت اُمّ سلیمؓ جن کا اصل نام رملہ یا سَہلہ تھا۔ لقب غمیصاء یا رمیصاء تھا جو خادمِ رسول حضرت انسؓ کی والدہ تھیں۔ اور آپؓ کی پردادی سلمٰی کے بھائی کی پوتی تھیں اور رشتہ میں حضورؐ کی خالہ لگتی تھیں۔ یہ وہ خوش بخت صحابیہ تھیں جنہیں رحمتِ دوعالم حضرت محمد ﷺ نے جنت کی بشارت دی تھی۔

نبی کریم ﷺ نے ایک مرتبہ فرمایا میں جنت میں گیا تو مجھے کچھ آہٹ معلوم ہوئی میں نے پوچھا کون ہے؟ لوگوں نے کہا کہ انسؓ کی والدہ، غمیصاء بنت لحان ہیں۔
(صحیح مسلم)

کچھ عرصہ بعد کم سنّی میں ہی یہ معصوم بچہ بیمار ہوکر فوت ہوگیا۔ اس وقت ابوطلحہؓ گھر پر نہ تھے۔ حضرت اُمّ سلیمؓ نے اپنے لاڈلے معصوم بچے کی وفات پر کمال صبر سے کام لیا اور خاموشی کے ساتھ اس میت کو غسل دے کر کفنایا اور ایک طرف رکھ دیا۔ شام کو جب ابوطلحہؓ گھر آئے اور بچہ کی خیریت پوچھی تو اُمّ سلیمؓ فرمانے لگیں پہلے سے زیادہ راحت و آرام میں ہے۔ یہ کہہ کر کھانا لائیں۔ حضرت ابوطلحہؓ نے کھانا کھایا۔ جب وہ اطمینان سے بستر پر لیٹے تو اُمّ سلیمؓ نے ان سے مخاطب ہوکر کہا۔ اگر تم کو کوئی چیز مستعار دی جائے اور پھر واپس لے لی جائے تو کیا تمہیں ناگوار گزرے گا؟

حضرت ابوطلحہؓ نے جواب دیا ہرگز نہیں۔ اس پر بولیں کہ تمہارا لڑکا بھی اللہ کی امانت تھا جو اس نے واپس لے لی۔ پس اپنے بیٹے کے بارے میں صبر سے کام لو۔ حضرت ابوطلحہؓ نے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھا اور کہا کہ پہلے کیوں نہ بتایا؟ بولیں تاکہ تم اطمینان سے کھانا کھالو۔ صبح اٹھ کر حضرت ابوطلحہؓ نے حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر سارا واقعہ سنایا۔ حضورؐ نے اُمّ سلیمؓ کے صبر ورضا پر ان کی تحسین فرمائی اور دعا کی کہ اللہ انہیں نعم البدل عطا کرے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے آپؓ کو فرزند عبداللہ عطا فرمایا جس کی تربیت حضورؐ کے زیر سایہ ہوئی اور ان سے ابوطلحہؓ کی نسل چلی۔
(تذکار صحابیات صفحہ 440-441)

امّ سلیمؓ کا خدا تعالیٰ پر کامل یقین اور صبر وثبات کا سن کر صبر کے پیمانے لبریز ہوجاتے ہیں۔

تاریخ سے ثابت ہے کہ صحابیاتؓ جنگوں میں حصہ لیتیں۔ زخمیوں کی مرہم پٹی کرتیں ان کو پانی پلاتیں۔ مجاہدین کے سامان کی نگرانی کرتیں۔ حضرت اُمّ عطیہؓ سات غزوات میں شریک ہوئیں۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ میں نے جنگ اُحد میں حضرت عائشہؓ اور حضرت امّ سلیمؓ کو میدان جنگ میں دیکھا وہ اپنی پیٹھوں پر پانی سے بھرے ہوئے مشکیزے اٹھا کر لاتی تھیں اور لوگوں کو پانی پلاتی تھیں۔ حضرت اُمّ عمارہؓ وہ جرأت مند خاتون تھیں جو جنگ اُحد میں حضورؐ کے قریب پہنچ کر سینہ سپر ہوگئیں۔

حضورؐ فرماتے تھے کہ میں اُحد میں اُن کو اپنے دائیں اور بائیں لڑتے دیکھتا تھا۔ پھر وہ بہادر صحابیہ خاتون اُحد کے نام سے مشہور ہوگئیں۔

پس میری عزیزو! اسلامی تاریخ بھری پڑی ہے ان مقدس صحابیاتؓ کے ایمان افروز واقعات سے، انکے نیک نمونوں سے، انکی علمی، اخلاقی اور دینی خدمات سے انکی جانثاری، انکی فیاضی، جرأت وشجاعت، صبر واستقلال اور وفا اور کامل اطاعت کے کارناموں سے اور انکی لازوال قربانیوں سے۔ یہ وہ عظیم اور مقدس ہستیاں ہیں جنہوں نے پیارے محمد ﷺ کے فیضِ دامن سے خالص اور چمکتی ہوئی توحید سے اپنے دلوں کو روشن کیا تھا اور پیارے محمدؐ کی محبت اور اطاعت میں فنا ہوکر ابدی حیات طیبہ کی وارث بن گئی تھیں۔

اللہ تعالیٰ کے نوروں اور اس کے فضلوں کو جذب کرنے کے لئے ضروری ہے کہ ہم بھی صحابہؓ اور صحابیاتؓ کی طرح نبی اکرم ﷺ کی کامل اطاعت گزار بن جائیں تا سماوی برکتیں اور آسمانی تائیدیں ہمارے شامل حال رہیں۔ اور خدا تعالیٰ کی محبت اور اس کی عنایات کے روشن اور چمکتے ہوئے نشان ہم میں بھی نمایاں جھلکتے نظر آئیں۔ جس طرح صحابیاتؓ میں نمایاں نظر آتے ہیں۔ خدا کرے کہ ہم بھی خالص توحید کا

قیام کرتے ہوئے قرآن مجید کی تعلیم سے آراستہ ہوتے ہوئے اوراپنے محسن محبوب ﷺ کی تعریف میں گیت گاتے ہوئے ہمیشہ کی روحانی زندگی کی وارث بن جائیں۔

آپؑ کے عاشق صادق حضرت مسیح موعودؑ کس جوش سے فرماتے ہیں۔

''اِس محسن نبی ﷺ پر درود بھیجو جو خداوند رحمان ومنان کی صفات کا مظہر ہے۔ کیونکہ احسان کا بدلہ احسان ہی ہے اور جس دل میں آپؐ کے احسانات کا احساس نہیں۔ اس میں یا تو ایمان ہے ہی نہیں یا پھر وہ اپنے ایمان کو خود تباہ کرنے کے درپے ہے۔ اے اللہ! اس امتی رسول ﷺ اور نبی پر درود بھیج۔ جس نے آخرین کو بھی سیراب کیا ہے۔ جیسا کہ اس نے اولین کو سیراب کیا تھا اور اپنے رنگ میں رنگین اور پاک لوگوں میں داخل کیا تھا''۔

(ترجمہ از عربی عبارت اعجاز المسیح صفحہ 3-4)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ
وَبَارِکْ وَسَلِّمْ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

نظم۔ میری والدہ

امتہ القدوس قدسیہ

میری والدسیدہ امتہ اللہ بیگم صاحبہ اہلیہ ڈاکٹر احسان علی مرحوم صاحب کی وفات کو اب قریباً ایک سال ہونے کو ہے اور یہ سال زندگی کا مشکل ترین سال تھا۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ اس قانتہ روح پہ ہمیشہ اپنا رحم فرمائے اور مغفرت کی چادر میں لپیٹے رکھے۔ آمین۔

ہو ا ہے فاصلہ حائل درمیاں اب تو — کوئی تو جائے لے کر میرا سلام اب تو
چھپا ہے چاند سا چہرا بادلوں میں کہیں — نظر نہ آئے گا ماہِ تمام شام اب تو
وہ آج آنکھ سے اوجھل ہوئی تو جانا ہے — گزارنی ہے اکیلے ہی اپنی شام اب تو
جسے یہ غم تھا کہ مل جائے مجھ کو چین کبھی — مجھے دعاؤں سے اس کی ملا انعام اب تو
مہربان دل نے دیئے یاد کے تحفے کیا کیا — حسن و احسان کے بس یاد کلام ہیں اب تو
زندگی اس کی عبادت تھی محبت تھا چلن — مہرباں پیار کا پیکر تھی جدا ہے اب تو
حسن سیرت و خوبی کا مرقع ایسا — روشنی کی ہے بنی ایسی وہ مثال اب تو
ہو کہ راضی ہیں گئی ماں مجھ سے — آخری ان کا یہ پیغام ملا ہے اب تو
اُن دعاؤں کا ثمر ساتھ ہو میرے یارب — میری دُنیا میں ہوئی ایک کمی ہے اب تو
میرے مولا تیرے در پہ ہے وہ عاجز بندی — سوئی جنت کی ہواؤں میں مگن ہے اب تو

قرّۃ اعین

- بشریٰ خالد کاہلوں صاحبہ اہلیہ خالد اقبال کاہلوں صاحب احمدیہ آف احمدیہ ابوڈ آف پیس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے 18 مئی 2018ء 2 رمضان المبارک بروز جمعۃ المبارک کو بیٹے سے نوازا ہے۔ جس کا نام مصطفیٰ خالد کاہلوں تجویز ہوا ہے اور یہ بچہ وقف نو کی تحریک میں شامل ہے۔ مکرمہ امتہ الحفیظ صاحبہ اور محمد اقبال کاہلوں صاحب آف احمدیہ ابوڈ آف پیس بچے کے دادا، دادی ہیں اور زاہدہ رضی صاحبہ اور رضی اللہ وڑائچ صاحب آف پاکستان بچے کے نانا، نانی ہیں اور حضرت حافظ غلام رسول صاحب وزیر آبادی بچے کے پڑنانا ہیں۔
- شمیم اختر صاحبہ اہلیہ آصف محمود صاحب آف احمدیہ ابوڈ آف پیس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے 24 جون 2018ء کو دوسرے بیٹے سے نوازا ہے۔ بچے کا نام فاران آصف تجویز ہوا ہے۔
- روبینہ اشرف صاحبہ اور چوہدری اشرف علی صاحب کو اللہ تعالیٰ نے 4 اگست 2018 کو دوسرے نواسے سے نوازا ہے۔ وہ طاہرہ بانو صاحبہ اور عبدالشکور بھٹی صاحب فرینکفرٹ کا پوتا ہے۔
- محترمہ ممتاز بیگم صاحبہ اہلیہ مرزا عبدالحمید صاحب آف سسکاٹون تحریر کرتی ہیں کہ آپکی نواسی بشریٰ نعمان اہلیہ نعمان احمد صاحب آف جرمنی کو اللہ تعالیٰ نے مؤرخہ 20 فروری 2018 کو پہلے بیٹے سے نوازا ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت نومولود کا نام عوید احمد تجویز کیا ہے۔ یہ بچہ وقف نو کی بابرکت تحریک میں شامل ہے۔ یہ بچہ محترمہ تسنیم فضل صاحبہ اہلیہ فضل محمود صاحب آف لاہور کا نواسہ ہے اور محترمہ ریاض صاحبہ اہلیہ جاوید احمد صاحب آف لاہور کا پوتا ہے۔

بہنوں سے ان تمام بچوں کے نیک اور خادم دین ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

بقیہ از صفحہ نمبر 14

جو بھی اللہ سے سچی محبت کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ بھی اُن پر اپنے رحم کے ساتھ بڑی شان سے ظاہر ہوتا ہے۔ یہ وہ آخری منزل ہے جس کی طرف ہم سب کو بڑھنا ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور اطاعت میں سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح کے ہر حکم پر لبیک کہنا ہے کیونکہ خلافت کی اطاعت کے آئینہ میں ہی ہمیں اپنا اپنا تعلق باللہ نظر آئے گا۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

خدا تعالیٰ کا قُرب پانے کے راستے

ثمینہ طاہر_____احمدیہ ابوڈ آف پیس

اللہ تعالیٰ اس کائنات کا خالق اور مالک ہے جس نے اس دنیا کو پیدا کر کے اس میں انسان کو اشرف المخلوقات بنایا اور انسان کی روحانی بقاء کے لیے اُسے اپنے تعلق سے نوازا۔ خدا تعالیٰ سے تعلق قائم کئے جانے کی بنیاد دِل کی پاکیزگی پر ہے۔ اگر دِل گندہ ہو اور محبت سے خالی ہو تو ظاہر میں کتنے ہی خلوص کا اظہار کیا جائے اس کا کوئی فائدہ نہیں۔

اللہ تعالیٰ سورۃ الماعون میں فرماتا ہے۔ فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ ﴿5﴾ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ ﴿6﴾ الَّذِيْنَ هُمْ يُرَآءُوْنَ ﴿7﴾

پس اُن نماز پڑھنے والوں پر ہلاکت ہو۔ جو اپنی نماز سے غافل رہتے ہیں۔ وہ لوگ جو دکھاوا کرتے ہیں۔

اسی طرح دکھاوے کے صدقات کرنے والے کے متعلق فرمایا کہ اُس کی مثال ایک ایسی چٹان کی طرح ہے۔ جس پر مٹی کی تہہ ہو پھر اس پر جب بارش پڑے تو دانہ اُگنے سے پہلے ہی مٹی بہہ جائے اور دانہ نہ اُگ سکے۔ اس قسم کا صدقہ کرنے والا بھی فضل کا وارث بننے کی بجائے اپنی حالت کو مزید خراب کر لیتا ہے۔

پس دل میں ایمان و احترام، زبان سے اقرار اور عمل سے (اظہار) خدا تعالیٰ کا قُرب پانے کے راستے مہیا کرتے ہیں۔

جب انسان اللہ کا ہو جائے تو اللہ انسان کی تمام حاجات و ضروریات کا خود متکفّل ہو جاتا ہے۔ ہمارا اصل تعلق اللہ تعالیٰ سے ہی ہے۔ کیونکہ ہمارے آرام اور ہماری کامیابی کے سب سامان اسی نے پیدا کئے ہیں۔ ہماری ہستی کے وجود میں لانے کا بھی وہی باعث ہے اور ہماری آئندہ زندگی بھی اسی کے فضل سے وابستہ ہے۔ اس سے بڑھ کر نہ ہمارے والدین ہو سکتے ہیں نہ ہماری اولاد، نہ عزت اور نہ جان۔ اللہ تعالیٰ کی محبت ہر انسان کے دل میں سب چیزوں سے زیادہ ہونی چاہیے۔

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے اپنے رب کی طرف سے بطور حدیثِ قدسی بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

"جب بندہ ایک بالشت میرے قریب ہوتا ہے تو میں ایک ہاتھ اس کے قریب ہوتا ہوں۔ جب وہ ایک ہاتھ میرے قریب ہوتا ہے تو میں دو ہاتھ اسکے قریب ہو جاتا ہوں۔ اور جب وہ میری طرف چل کر آتا ہے تو میں اسکی طرف دوڑتے ہوئے جاتا ہوں"۔ (ترمذی ابواب الدعوات)

اسی طرح حضرت ابوہریرۃؓ سے روایت ہے کہ آنحضورؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے لیئے سب سے محبوب ذریعہ فرائض کی بجا آوری ہے اور میرا بندہ ہمیشہ نوافل کے ذریعے میرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرنے لگ جاتا ہوں۔ (بخاری کتاب الرقاق باب التواضع)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں

"خدا کسی پر اپنے فیض کا دروازہ بند نہیں کرتا بلکہ اپنے دونوں ہاتھوں سے بلا رہا ہے کہ میری طرف آؤ اور جو لوگ پورے زور سے اس کی طرف دوڑتے ہیں ان کے لیئے دروازہ کھولا جاتا ہے"۔ (روحانی خزائن جلد 22 حقیقۃ الوحی صفحہ 64)

سیدنا حضرت مصلح موعودؓ تعلق باللہ کی ضرورت و اہمیت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں "صرف اللہ تعالیٰ کی ہی ذات ہے جس سے تعلق پیدا کر کے انسان کامل چین پا سکتا ہے۔ مگر افسوس کہ لوگ اس طرف کم توجہ کرتے ہیں اور اپنے دردوں کا علاج ان دروازوں سے تلاش کرتے ہیں۔ جہاں سے سوائے مایوسی کے کچھ حاصل نہیں ہو سکتا"۔
(تفسیر کبیر جلد 3 صفحہ 100)

اللہ تعالیٰ کا قرب پانے کے بعد انسان میں زبردست قوتِ ایمانی پیدا ہو جاتی ہے قلبی تعلق باللہ کے علاوہ انسان کا تعلق باللہ اس کے ظاہری اعمال و عبادات اور رب العزت کے اس سے روزانہ کی زندگی میں حسنِ سلوک سے بھی ظاہر ہوتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کیا خوب فرمایا ہے

"اگر تم خدا کے ہو جاؤ گے تو یقیناً سمجھو کہ خدا تمہارا ہی ہے۔ تم سوئے ہوئے ہو گے اور خدا تعالیٰ تمہارے لیئے جاگے گا۔ تم دشمن سے غافل ہو گے اور خدا اُسے دیکھے گا۔ اور اسکے منصوبوں کو توڑے گا۔ تم ابھی تک نہیں جانتے کہ تمہارے خدا میں کیا کیا قدرتیں ہیں۔ اور اگر تم جانتے تو تم پر کوئی ایسا دن نہ آتا کہ تم دنیا کے لیئے سخت غمگین ہو جاتے۔ خدا ایک پیارا خزانہ ہے۔ اس کی قدر کرو۔ کہ وہ تمہارے ہر قدم میں تمہارا مدد گار ہے تم بغیر اس کے کچھ بھی نہیں۔ اور نہ تمہارے اسباب اور تدبیریں کچھ ہیں"۔
(روحانی خزائن جلد 19 کشتی نوح صفحہ 22)

آخر میں اس خوبصورت مضمون کو اس دُعا کے ساتھ سمیٹتی ہوں کہ اے پیارے اللہ ہم سب کو اور ہماری آئندہ نسلوں کو بھی اپنی محبت اور قربت عطا فرما۔ اللہ کرے کہ ہم اپنے خدا سے مضبوط در مضبوط تعلق قائم کرنے والے بن جائیں اور اپنے اخلاق سے اور اپنے اعمال سے صدق و وفا کا نمونہ پیش کرنے والے ہوں۔ آمین۔

غیبت ایک گناہ

راشدہ طاہر_____ونڈسر

قرآن کریم ہم سب کے لئے ایک مکمل منشور حیات ہے اور تاابد صراط مستقیم کی طرف راہنمائی کرنے والی کتاب ہے۔ انسان خطا کا پتلا ہے اور برائیوں کا مجموعہ۔ ایک بہت ہی اہم برائی، جو کہ ہم میں سے ہر ایک بلا سوچے سمجھے قریباً روزانہ ہی کرنے کا مرتکب ہوتا ہے اور جس کو قرآن حکیم میں ایک بدترین گناہ قرار دیا گیا ہے۔ وہ ہے ''غیبت''۔

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے'' وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ'' (الھمزہ:1)

ترجمہ۔ ہلاکت ہو ہر غیبت کرنے والے سخت عیب جُو کے لئے۔ اسی طرح سورۃ الحجرات کی آیت 13 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

ترجمہ:'' اے ایمان والو! بہت سے گمانوں سے بچتے رہا کرو کیونکہ بعض گمان گناہ بن جاتے ہیں اور تجسس سے کام نہ لیا کرو اور تم میں سے بعض بعض کی غیبت نہ کیا کریں کیا تم میں سے کوئی اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانا پسند کرے گا اور اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو اللہ بہت ہی توبہ قبول کرنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔''

غیبت دراصل ایک بہت ہی بری بیماری ہے جو عام طور پر احساس کمتری کے نتیجے میں پیدا ہوتی ہے۔ اور جس کے اثرات بہت ہی سنگین ہوتے ہیں۔ یہ عموماً کمزور فطرت افراد پر حملہ کرتی ہے۔ جس کی چند مثالیں کچھ اس طرح ہیں۔

- غیبت ہم اُس وقت کرتے ہیں جب ہمیں کسی کے بارے میں شبہ ہوتا ہے کہ وہ ہمارے بارے میں برے خیالات رکھتا ہے اور ان کو ظاہر کرنا چاہتا ہے تو اس سے پہلے کہ وہ ایسا کرے ہم اس کے عیب گنوانا شروع کر دیتے ہیں۔
- غیبت ہم اس وقت بھی کرتے ہیں جب ہمیں کسی پر غصہ آتا ہے اور ہم اس کے عیب بیان کر کے انتقام لینے کی کوشش کرتے ہیں۔
- بعض دفعہ ہم محض دل لگی کے لئے دوسروں کا مذاق بنا دیتے ہیں۔ کبھی کسی کو کم تر ظاہر کرنے کے لئے اس کی کمزوریاں بیان کر کے غیبت کے مرتکب ہوتے ہیں۔

اس طرح بعض اوقات نہ چاہتے ہوئے بھی غیبت کرنے سے ہم چند اہم معاشرتی خرابیوں کو پیدا کرنے کا باعث بن جاتے ہیں۔ جیسا کہ اس سے اخوت، محبت اور وحدت کی فضا کمزور پڑ جاتی ہے۔

غیبت کی عادت ایک ایسی عادت ہے جو لاشعوری طور پر انسان کی فطرت ثانیہ بن جاتی ہے اور وہ اس سے واقف بھی نہیں ہوتا۔ حقیقت تو یہ ہے کہ کوئی انسان بھی غیبت سے خالی نہیں ہے۔ اس لئے اگر کسی سے غیبت ہو جائے تو فوراً اللہ سے بھی توبہ کر لینی چاہیے اور اس شخص سے بھی معافی مانگ لینی چاہیے جس کی غیبت کی گئی ہو۔

رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ یہ گناہ شرک سے بھی بدتر ہے کیونکہ شرک تو توبہ سے معاف کر دیا جاتا ہے لیکن غیبت کا گناہ اس وقت تک معاف نہیں ہوتا جب تک اس شخص کو راضی نہ کر لیا جائے جس کی غیبت کی گئی ہو۔ (مشکوۃ کتاب الآداب)

کتنا خوف کا مقام ہے۔ کس قدر احتیاط کی ضرورت ہے اس معاملے میں۔ جب تک ہم ایک انتہا تک جا کر غیبت سے بچنے کی کوشش نہیں کریں گے اس وقت تک ہم ایک حسین اسلامی معاشرہ قائم نہیں کر سکتے۔

حضرت ابو عمامہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن آدمی کے پاس اس کا کھلا ہوا اعمال نامہ لایا جائے گا وہ اس کو پڑھے گا پھر کہے گا کہ اے میرے ربّ میں نے فلاں فلاں نیک کام کئے تھے وہ تو اس میں نہیں ہیں تو اللہ تعالیٰ جواب دے گا کہ لوگوں کی غیبت کی وجہ سے وہ نیکیاں تمہارے اعمال نامہ سے مٹا دی گئی ہیں۔

(ترغیب والترھیب)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام غیبت کے مہلک اور انتہائی خطرناک اثرات بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں ''میں سچ کہتا ہوں کہ بدظنی بہت ہی بری بلا ہے جو انسان کے ایمان کو تباہ کر دیتی ہے اور صدق اور راستی سے دور پھینک دیتی ہے۔ صدیقوں کے کمال حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ انسان غیبت، بدظنی اور بہتان سے بچے۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 356)

بہادر شاہ ظفر کا ایک شعر بہت پر لطف اور گہرے معنی رکھتا ہے۔

نہ تھی حال کی اپنے جب ہمیں خبر رہے دیکھتے اوروں کے عیب و ہنر
پڑی اپنی برائیوں پہ جو نظر تو نگاہ میں کوئی برا نہ رہا

اللہ تعالیٰ ہمیں ان نصائح پر عمل کرنے کی توفیق دے اور غیبت جیسی بیماری سے جو بعض دفعہ غیر محسوس طریقے سے اپنی لپیٹ میں لے لیتی ہے اس سے سب کو بچائے۔ آمین۔

القرآن فیہ شفاءٌ للنّاس

شاہ جہاں چوہدری_____مارکھم

قرآنِ کریم جیسا کہ آپ سب کو معلوم ہے مکمل ضابطۂ حیات ہے۔ آج میں آپ کے سامنے اپنی زندگی کے دو تین واقعات قرآنِ کریم کی روشنی میں پیش کرتی ہوں۔

سورۃ یٰسین کے بارے میں بعض لوگوں کا خیال ہے کہ یہ سورۃ عموماً تب پڑھی جاتی ہے جب انسان کا آخری وقت ہوتا ہے۔ لیکن میں نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ سے سنا تھا کہ یہ سورۃ ہر دو صورتوں میں سورۃ شفاء ہے۔

ایک مرتبہ میرے شوہر کو دل کا دورہ پڑا تھا تو انکی دو arteries کی angioplasty ہوئی تھی۔ ڈاکٹر نے ان کو کم سے کم 8 ہفتہ آرام کے لیے کہا تھا لیکن کیونکہ انکا taxکا بزنس تھا۔ اور وہ بہت مصروف وقت تھا انہوں نے مشکل سے دو ہفتہ آرام کے بعد کام پر جانا شروع کر دیا۔ انکی angioplasty سیدھے ہاتھ سے ہوئی تھی۔ اس وجہ سے اس کے بہت زیادہ استعمال کی وجہ سے ان کے ہاتھ میں شدید درد شروع ہو گیا۔ جو کسی بھی دوائی سے ٹھیک نہیں ہو رہا تھا۔ جب وہ گھر آئے تو بے حد بے چین تھے۔ سب سے پہلے میں نے گیارہ مرتبہ سورۃ فاتحہ اور درود شریف پڑھا۔ لیکن جب اس سے بھی آرام نہ آیا تو مجھے سورۃ یٰسین کا خیال آیا۔ میں نے اپنے شوہر سے کہا کہ آپ Family room میں صوفے پر لیٹ جائیں اور میں وضو کر کے باورچی خانہ کی ٹیبل پر قرآنِ کریم رکھ کر سورۃ یٰسین پڑھنے لگ گئی۔ میں نے ایک مرتبہ پوری سورۃ یٰسین پڑھ لی، جب دوسری مرتبہ آدھی سورۃ یٰسین پڑھی تھی تو اُنہوں نے مجھے ہاتھ کے اِشارے سے بتایا کہ میں اب ٹھیک ہوں۔ میں نے سورۃ یٰسین مکمل کی اور دو نفل شکرانے کے ادا کئے۔

پیاری بہنو! اُنہوں نے اسکے بعد کبھی بھی جب تک زندہ رہے سیدھے ہاتھ میں درد کی شکایت نہیں کی۔

قرآن کریم کی تلاوت کی برکت کا دوسرا واقعہ کچھ یُوں ہے کہ ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ میری بیٹی کے کان میں رات کے دو یا اڑھائی بجے شدید درد ہوا وہ میرے پاس آئی اور کہنے لگی کہ امی بھائی مجھے ایمرجنسی میں لے جائیں گے۔ میں نے کہا اتنی رات ہے وہ آپکو دیر تک بٹھائے رکھیں گے اور آپ تنگ آجاؤ گی۔ میں نے اُسکو اپنے پاس سے ایک ہومیو پیتھک کی دوائی دی جو کہ کان درد کیلئے میرے پاس موجود تھی، کافی دیر کے بعد جب کوئی اُفاقہ نہ ہوا تو میں نے کہا بیٹا آپ میرے بستر پر لیٹ جاؤ میں وضو کر کے آتی ہوں۔ پھر میں نے قرآن شریف میں سے سورۃ یٰسین پڑھنی شروع کی۔ جب میں نے دوسری مرتبہ آدھی سورۃ یٰسین پڑھ لی تو میری بیٹی سو چکی تھی میں نے سورۃ یٰسین ختم کی اور دو نفل شکرانے کے ادا کئے۔ صبح میں نے اپنی بیٹی سے کان درد کے بارے میں پوچھا تو اُس نے بتایا کہ اب کان درد نہیں ہے اُسکے بعد اُس نے کبھی کان درد کا شکوہ نہیں کیا۔ الحمدللہ۔

اب میں آپکو سورۃ الرحمٰن کے بارے میں اپنا ایک تجربہ بتاتی ہوں۔ اِس لئے کہ آج کی دُنیا میں Depression کی بہت زیادہ بیماری ہے اور اگر آپ ایک مرتبہ Depression کی دوائیاں شروع کر دیں تو یہ بڑھتی چلی جاتی ہیں۔ جو کہ صرف ایک عارضی علاج ہے اور آپ دن بھر غنودگی میں رہتے ہیں اور بعض حالات میں ٹھیک سے کام بھی نہیں کر سکتے۔

ایک مرتبہ اُوپر تلے میرے دو ایکسیڈنٹ ہوئے۔ اُن دونوں حادثات میں میرا کوئی قصور نہیں تھا لیکن تکلیف تو پھر بھی اُٹھانی پڑتی ہے۔ بہت نقصان کے ساتھ میری صحت بہت خراب ہو گئی اور دردوں کی وجہ سے میں کام نہیں کر سکتی تھی، کیونکہ مجھے دن بھر کام کرنے کی عادت تھی اور اب بالکل نہیں کر سکتی تھی۔ لہٰذا ڈپریشن ہو گیا اور ڈاکٹروں کے پاس صرف Pain Killer اور ڈپریشن کی دیگر دوائیوں کے سوا اور کچھ نہ تھا۔ میں اِتنی دوائیاں نہیں کھانا چاہتی تھی کیونکہ اُنکو کھانے کے بعد میں کام نہیں کر سکتی تھی۔ ایک احمدی بہن نے مشورہ دیا کہ آپ صبح شام قرآنِ کریم تو پڑھتی ہو نگی تو اُسکے ساتھ آپ صبح و شام سورۃ الرحمٰن پڑھیں۔ انشاءاللہ آپ ٹھیک ہو جائیں گی۔ میں نے ایسا ہی کیا اور الحمدللہ میں بالکل ٹھیک ہوں اور آج تک سبحان اللہ کسی Depression کی دوائی پر نہیں ہوں۔

تمام بہنوں سے میں اپنی اچھی صحت کی دُعا کے ساتھ یہ درخواست کرنا چاہتی ہوں کہ اپنے ہر کام میں قرآن حکیم سے مدد مانگیں۔ تاکہ برکتوں کے ساتھ ساتھ اس خزانے سے بھی فائدہ اُٹھانے کی سعادت پائیں۔

ہومیو پیتھک طریقہ علاج

اختصار ماخوذ از کتاب ”ہومیو پیتھی علاج بالمثل“ از حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ

ڈاکٹر امتہ الوسیم ـــــ سرے ساؤتھ وینکوور

ہومیو پیتھک طریقہ علاج 1796ء میں ایک ڈاکٹر سیموئیل کرسچن فرائیڈرک ہانیمن نے ایجاد کیا تھا۔ ہومیو پیتھی سے علاج بالمثل کیا جاتا ہے۔ یعنی بیماریوں کا ملتی جلتی بیماریاں پیدا کرنے والے مادوں سے علاج۔

انسانی جسم میں بیماریوں کے خلاف دفاع کی وسیع طاقت موجود ہے۔ ہومیو پیتھی کا یہ مرکزی راز ہے جس کی دریافت کا سہرا ہانیمن کے سر ہے۔ اس نے انسانی طبعی نظام دفاع کو اتنی گہرائی سے سمجھا اور اس کی طاقتوں کا ایسے حیرت انگیز طریق پر مشاہدہ کیا کہ یقین نہیں آتا کہ واقعۃً انسانی جسم کو خدا تعالیٰ نے ایسی عظیم اور لطیف طاقتیں عطا فرمائی ہیں۔

ڈاکٹر ہانیمن نے اس طبعی نظام دفاع سے استفادہ کرتے ہوئے یہ نظریہ پیش کیا کہ اگر انسانی جسم میں کوئی بیماری موجود ہو اور اگر بہت ہی لطیف مقدار میں کوئی ایسا زہر جس کی علامتیں اس بیماری سے ملتی جلتی ہوں جسم میں داخل کر دیا جائے (مگر اسے ہلکا کرتے کرتے بے اثر کر دیا گیا ہو) تو جسم اس کے خلاف جو ردّ عمل دکھائے گا وہی ردّ عمل اس اندرونی بیماری کو ٹھیک کرے گا۔ مگر لازم ہے کہ اس زہر کو جب ہومیو دوا کے طور پر استعمال کیا جائے تو اسے اتنا ہلکا کر دیا جائے کہ وہ اپنا زہریلا اثر پیدا کرنے کی طاقت سے محروم ہو چکی ہو۔

حیرت انگیز بات یہ ہے کہ ہومیو پیتھی محلول میں گھلی ہوئی زہر کی موہوم سی یاد کو روح سمجھ جاتی ہے اور جسم روح کے تابع عمل دکھاتا ہے۔ اور اس کا دفاعی نظام حملے کے خلاف بیدار ہو جاتا ہے۔ یہ اتنا لطیف نظام ہے کہ روح کے وجود کو تسلیم کئے بغیر اس کی کوئی حیثیت نہیں۔

ہومیو پیتھک دواؤں کے بارے میں یہ خیال ہے کہ یہ بالکل بے ضرر ہیں یعنی انکے غلط استعمال سے بھی ضرر پیدا نہیں ہوتا۔ یہ درست نہیں ہے۔ اگر تشخیص درست ہو تو ان کا زیادہ استعمال بھی نقصان دہ نہیں ہوتا لیکن اگر تشخیص غلط ہو تو نقصان کے احتمال کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ جبکہ ایلوپیتھک دواؤں کی تشخیص درست بھی ہو تو وہ ضرور ضرر پہنچا سکتی ہیں۔

ایلوپیتھک دوائیں ایک مرض کو دور کر دیتی ہیں مگر دوسرا پیدا کر دیتی ہیں ہومیو پیتھک ادویہ کا محفوظ ہونا ہومیو پیتھک معالجین پر منحصر ہوتا ہے۔ اگر ان کی تشخیص درست ہو تو خواہ کتنی بھی مقدار میں یہ دوا کیوں نہ کھلائی جائے وہ نقصان نہیں دے گی۔

1 ۔ ہومیو پیتھی میں ادویہ بہت ہی خفیف مقدار میں دی جاتی ہیں بلکہ اصل دوا کا سایہ ہی باقی رہ جاتا ہے۔

2 ۔ ایک خوراک خواہ کتنی مقدار کھالی جائے اس کے کم یا زیادہ ہونے سے زیادہ فرق نہیں پڑتا۔ لیکن جتنی دفعہ خوراک دہرائی جائے اس سے فرق پڑتا ہے

3 ۔ دوا کے منہ میں ڈالتے ہی ردّ عمل ظاہر ہو گا۔

4 ۔ اگر دوا مائع حالت میں ہو تو ایک قطرہ یا دس قطرے سے فرق نہیں پڑے گا۔

5 ۔ معدے سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔ خون کے خلیے منہ سے ہی دوا کے اثر کو قبول کرتے ہیں اور دفاعی نظام کے ردّ عمل کا آغاز ہو جاتا ہے۔ یہ ایک روحانی نظام ہے۔ جس کا مادے سے بھی ایک تعلق ہے۔

6 ۔ دوا کھانے میں یہ احتیاط لازم ہے کہ کھانے سے آدھا گھنٹہ پہلے کھائیں یا آدھا گھنٹہ بعد تک نہ کھائی جائے۔

7 ۔ علاوہ ازیں ہومیو پیتھک دوائیں کبھی Expire نہیں ہوتیں۔

ہومیو پیتھک علاج کی روحانی تائید حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی بیان فرمائی ہے مثلاً سلفر اور مرکری کے بارے میں فرمایا ہے کہ یہ جسم کے اندرونی عضلات پر خطرناک حملہ کو کم خطرناک جِلدی امراض میں بدل دیں گی۔ یہ دوا طاعون کے حفظ ماتقدّم کے طور پر بھی اسی طریق پر استعمال کیئے جانے کا حضور نے مشورہ دیا تھا۔

تقریب آمین

خاکسار عائشہ کلیم زوجہ کلیم احمد لکھن آف جماعت وینی پیگ کے پہلے بیٹے قویم احمد ابراھیم لکھن (وقف نو) نے بفضل تعالیٰ ساڑھے چھ سال کی عمر میں قرآن کریم کا پہلا دور مکمل کر لیا ہے۔ الحمدللہ۔ احباب سے میرے بیٹے کے حافظ قرآن، نیک قسمت اور صحت وعافیت کے لئے دردمندانہ دعا کی درخواست ہے۔ مولیٰ کریم میرے بیٹے کو دین و دنیا کے لئے کارآمد وجود بنائے اور والدین کی آنکھوں کی ٹھنڈک بنائے۔ (آمین)

پانی ہے زندگی

عطیہ عارف _____ ویسٹن ساؤتھ

پانی دو گیسوں آکسیجن اور ہائیڈروجن کا مرکب اورانسان کی بقا کے لئے لازمی ہے۔انسانی جسم کو اندرونی اور بیرونی ضروریات کے لئے اس مائع کی بے انتہا ضرورت ہے۔انسان کے جسم میں ٪70 پانی ہے۔پانی زندگی دیتا ہے اوراس کی کمی زندگی کو ختم کر دیتی ہے۔یہ آسمانی نعمت انسان کے لئے نہایت اہم اور ضروری ہے۔

قرآن مجید میں سماء کے معنی آسمان کے ہیں مگر جہاں پانی کا ذکر ہے وہاں سماء کے معنی بادل کے ہو جاتے ہیں۔یہ آسمانی نعمت بادلوں سے اترتی ہے اورزمین کو روئیدگی بہم پہنچاتی ہے۔پھولوں، پھلوں، درختوں، سبزہ زار کے لئے پانی ہو تو سب پھلتے پھولتے ہیں ورنہ زمین بنجر اور قحط زدہ ہو جاتی ہے۔یہ وہی پانی ہے جس نے حضرت موسیٰ کو تیز و تند لہروں سے بچایا اور یہی پانی فرعون کے لئے جو اپنے آپکو خدا سمجھتا تھا عبرتناک سزا کا باعث بنا۔اسی پانی نے طوفان نوح کا رنگ دکھایا اور دنیا پھر دوسری بار آباد ہوئی۔اسی پانی کے لئے قوم موسیٰ نے جب ان سے پانی کا مطالبہ کیا تو حضرت موسیٰ کے عصا نے حکم خداوندی سے ان کے بارہ قبائل کے لئے بارہ چشمے بہا دیئے۔حضرت اسماعیلؑ کے زمین پر پاؤں رگڑنے سے چشمہ جاری فرما دیا جو زمزم بن کر تمام دنیا کے مسلمانوں کے لئے تبرک اور رحمت کے طور پر اب تک بہہ رہا ہے۔دنیا میں ہر چیز کا وجود پانی سے ہی ہے۔

وَيُنَزِّلُ عَلَيْكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً لِّيُطَهِّرَكُمْ بِهٖ (الانفال آیت12)

ترجمہ: اوراتارا تم پر بادل سے پانی تا کہ پاک کرے تم کو۔

جنگ احد میں جب مسلمانوں کو ریتلے میدان میں جنگ کرنا پڑی تب خدا کے فرشتوں نے بادلوں سے بارش نازل فرمائی۔یُوں شدید ضرورت کے وقت بارش سے اللہ تعالیٰ کا مؤمنین پر فضل واحسان ان کے لئے فتح کا باعث بنا۔

وَهُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجْنَا بِهٖ نَبَاتَ كُلِّ شَيْءٍ۔

(الانعام آیت100)

ترجمہ: اور وہی ہے جس نے اتارا بادل سے پانی پھر نکالی اس سے اُگنے والی ہر چیز۔

بارش قدرت خداوندی کا عظیم کرشمہ ہے۔جب بجلی چمکتی ہے تو اس میں موجود نائٹروجن، آکسیجن کے ساتھ ملکر No_2 بناتی ہے۔جو بارش کے ساتھ مل کر زمین میں جاتی ہے۔یہ قادر حقیقی کا کمال ہے جسے اب سائنس نے تجربات سے ثابت کیا ہے کہ پانی دو گیسوں آکسیجن اور نائٹروجن کا مجموعہ ہے جبکہ 14 سو سال پہلے قرآن نے بتا دیا۔اور خدا ہی کی ذات ہے جو آسمان سے پانی زمین پر بھیجتی ہے۔سمندروں اور دریاؤں سے اٹھنے والے آبی بخارات میٹھے پانی کی صورت میں زمین کو سیراب کرتے ہیں۔قرآن مجید میں بار بار آیا ہے کہ دنیا کی ہر چیز کا وجود پانی سے ہے مادی دنیا کی طرح روحانی دنیا کا وجود بھی وحی الٰہی کے پانی سے ہی ہے۔

قرآن مجید میں سورۃ النحل کی آیت66 میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَاللّٰهُ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ

ترجمہ: اوراللہ نے اتارا بادل سے پانی، پس زندہ کیا اس سے زمین کو اس کی موت کے بعد

بارش مردہ زمین کو بربادی سے بچا کر زندگی سے ہمکنار کرتی ہے۔اسی طرح انسان کی زندگی کا اصلی مقصود روحانی پانی یعنی وحی الٰہی کا پانی ہے جو سننے سے تعلق رکھتا ہے اور آسمان سے نازل ہو کر روحانی مردوں کو زندگی دیتا ہے۔اس روحانی پانی سے وہی مستفید ہوتا ہے جس کے سننے کے کان ہوں اور جو طالب حق ہو۔

سورۃ الحج کی آیت64 میں ہے

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَتُصْبِحُ الْاَرْضُ مُخْضَرَّةً

ترجمہ: بیشک اللہ نے اتارا بادل سے پانی۔پس ہو جاتی ہے اس سے زمین سرسبز۔

جب تک خدائی حکم سے بادل پانی بن کر زمین پر نہ اتریں تو یہ دنیا کی رنگینی۔ پھول، پھل، سرسبزہ، کھیتیاں، فصلیں کچھ بھی نہ ہو اور زمینیں بنجر ہو جائیں۔دنیا میں 70 فیصد حصہ پانی اور 30 فیصد حصہ خشکی ہے۔جہاں پانی کی فراوانی ہے وہاں ہر چیز کی فراوانی ہے کیونکہ زندگی کے لئے بنیادی نعمتوں میں سے ایک عظیم نعمت پانی ہے اور اسی پانی سے سب رونقیں ہیں۔

جب گہرے پانی کے اندر موجود سیپ کے منہ میں آسمانی بارش کا ایک قطرہ محفوظ ہو جائے تو قیمتی موتی بن جاتا ہے۔اسی طرح روحانی دنیا میں انبیاء کی مثال ہے کہ وہ قیمتی وجود اور خاص خدا کی رحمت سے زمیں پر آتے ہیں جب اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق پر مہربان ہوتا ہے تو ان کے حالات میں ایسی باریک راہوں سے اپنا فضل فرماتا ہے کہ انسان روحانی اور جسمانی دونوں راہوں میں ترقی کرتا ہے۔جیسا کہ قرآن کریم کی سورۃ الرحمان میں موجود پیغام کے مطابق لؤلؤ اور مرجان یعنی قیمتی موتی بنا دیتا ہے۔

بقیہ صفحہ 27 پر

بچپن کا دسمبر۔ از ڈاکٹر قانتہ عائشہ۔ درہم

ایک بچپن کی یاد اور پھر دسمبر والی۔۔۔۔۔۔۔۔اب کیسے کوئی آنکھ بند کر کے ماضی میں جانہ پہنچے۔۔۔۔

بچپن کے دسمبر کے ساتھ کچھ ایسی پیاری پیاری یادیں بندھی ہوئی ہیں۔۔۔شاید میرے نام لینے سے پہلے آپ میں سے بھی کچھ اس کے حصہ دار سمجھ جائیں۔۔۔

تم نام نہ لو ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ہم جان گئے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔پہچان گئے۔۔۔۔

جی۔۔ بچپن کا دسمبر۔۔۔وہی ہمارا ربوہ کا جلسہ سالانہ والا دسمبر۔۔۔جس کی یادیں آج بھی دل پہ نقش ہیں۔۔۔۔

اور آج لکھنے بیٹھی تو ایک ایک کر کے وہ انمول یادیں فروزاں ہوئی جاتی ہیں۔۔۔لگتا تھا کہ وہ دسمبر جلسے کا سواگت کرنے ہی آتا تھا۔۔۔۔

۔۔دسمبر کے دن آگے بڑھتے ہی جلسے کو گلے لگانے کے لئے تھے۔۔۔۔شروع مہینے سے ہی جلسے کی تیاری۔۔۔گرم کپڑوں اور ڈرائی فروٹ کی خریداری۔۔۔

پھر وہ لاہور سے ربوہ کا ریل کا سفر۔۔۔۔کوئی کیسے بھلائے۔۔۔۔۔مجھے یاد ہے وہ ریل گاڑی شام کو لاہور سے چلتی تھی اور رات گئے ربوہ پہنچتی تھی۔۔۔۔

ہاں یاد آگیا اس ریل کا نام۔۔۔ماڑی انڈس۔۔۔۔یہی تھا وہ بھلا سا نام۔۔۔۔جس میں آدھے سے زیادہ مسافر احمدی۔۔۔ریل کے ڈبوں میں سوٹ کیس اور بستر بند دھکیلتے۔۔۔۔

سفر شروع ہوتے ہی کلام محمود اور درثمین کی نظمیں پڑھتے ہوئے کچھ لوگ۔۔۔۔وہ ریل کی چھک چھک۔۔۔

جس میں ہمارے ننھے ننھے من خوشی سے ڈولتے جاتے۔۔۔۔آخر کو منزل تھا،۔۔ہمارا اپنا پیارا سا ربوہ۔۔۔

راستے میں ابلے انڈے اور ڈرائی فروٹ سے لطف اندوز ہونا۔۔۔وہ مونگ پھلی کے چھلکے ادھر ادھر بکھرے ہوئے۔۔۔

وہ چک جھمرا اسٹیشن پہ ریل کا قدرے لمبا پڑاؤ۔۔۔اور وہاں سے گرم گرم سموسے خریدنے۔۔۔

جیسے جیسے ربوہ قریب آنے لگتا۔۔ویسے ویسے خوشی بڑھتی جاتی۔۔۔۔اور ربوہ کی سرحد پہ گڑا ہوا وہ دریائے چناب کا پل۔۔۔جس میں سے جب ریل شور مچاتی گزرتی تو ہم بہنوں نے اپنی اپنی سیٹوں سے اٹھ کر کھڑکی سے لگ جانا اور فٹافٹ اپنی جوتیاں پہننا کہ اب اگلا سٹیشن ہمارا ہے۔۔۔۔

پھر ربوہ سٹیشن کی رونقیں۔۔۔وہ قمقموں سے سجا۔۔پیارا سا چھوٹا سا سٹیشن۔۔۔جیسے کوئی پیاری سی دلہن۔۔۔

استقبال کرنے کو خدام۔۔۔جو اپنے پرائے سے بے نیاز مسافروں کا سامان ڈھوتے اور ٹانگوں میں بٹھاتے جاتے۔۔۔

پھر وہ ٹانگے کے گھوڑے کی ٹاپ۔۔۔گرد اڑاتی گلیاں۔۔۔۔۔میری چھوٹی بہن نے ایک دفعہ کہا۔۔امی "مٹی۔"۔۔۔۔۔۔امی نے کہا "پھانک لو۔۔۔۔۔ربوہ کی مٹی ہے"

۔۔جی امی ٹھیک کہا تھا۔۔وہ مٹی پھانکنے کے ہی قابل تھی۔۔۔۔۔کہ اب کتنی دور ہے ہم سے، اور ہم اس سے۔۔۔۔۔

ٹانگہ نانا ابا کے گھر جا رکتا۔۔۔اور ان کا گرم شال میں لپٹا وہ نحیف سا وجود دروازے میں کھڑا ہمارا منتظر ہوتا۔۔۔۔

وہ پرالی بچھے کمرے۔۔۔پلنگ پر سونے کا دل ہی نہ کرتا۔۔۔۔فرش پہ بستر لگانے۔۔۔۔اور لحافوں میں لپٹ جانا۔۔

پھر وہ دسمبر کی جلسے کی صبحیں۔۔۔۔،دھند میں لپٹے راستوں پہ چلتے ہوئے فجر کے نمازیوں کے کارواں۔۔۔۔

۔۔۔۔جلسے پہ جانے کی تیاری۔۔۔امی کی سماعتوں میں گھلتی ہوئی یاد دہانی "سویٹر نہیں اتارنا۔"۔۔۔۔۔۔جلسہ گاہ پہ لیجانے کے لئے ڈرائی فروٹ اور مالٹوں کے تھیلے بنانے۔۔۔۔

کوئی لنگر خانے سے کھانے کی بالٹیاں لاتا ہوا۔۔۔وہ کالی دال۔۔۔کون بھول سکتا ہے وہ ذائقہ۔۔۔

بڑی بڑی روٹیاں۔۔۔وہ آلو گوشت۔۔۔جسکا ذائقہ اتنے برس گزر جانے کے باوجود بھی منہ میں ہے۔۔۔

ناشتے میں وہی روٹیاں امی نے تل دینی۔۔۔وہ کڑکڑ کرتی روٹی چائے میں بھگو کر کھانا۔۔۔کتنا دل رُبا تھا وہ دسمبر۔۔۔کتنی اپنائیت۔۔کتنی خوشیاں۔۔۔کتنے رشتے لیکر آتا تھا۔۔

۔۔وہ سرد۔۔برف سا دسمبر۔۔جس میں وہ خلوص، پیار اور جذبوں کا الاؤ۔۔۔۔اور الاؤ پہ سب احمدی ہاتھ تاپتے۔۔۔کوئی بھولے تو کیسے بھولے۔۔۔۔

جلسہ ختم ہونے پہ وہ گول بازار کی رونقیں۔۔۔وہ الیس اللہ والے لاکٹ اور انگوٹھیاں۔۔۔سرمہ نور۔۔۔دینی کتب۔۔۔کیسی کیسی سوغاتیں بھری ہوئی تھیں اس گول بازار میں۔۔۔ہمارے ساتھ ساتھ جھومتا۔۔گھومتا ہوا وہ دسمبر۔۔۔

بہشتی مقبرے کے بے شمار چکر۔۔۔اور وہاں سوئے ہوئے پیارے۔۔۔جیسے یہ بھی اس دسمبر کا انتظار کرتے تھے۔۔کہ کب یہ دسمبر آئے گا اور ادھر بھی رونقیں لگیں گی۔۔۔

دنیا کے لئے وہ شہر خموشاں اور ہمارے لئے وہ شہر جاناں۔۔۔۔۔۔۔۔سب لوگ جیسے اس کی طرف کھینچے چلے آتے

ہاں مگر وہ دسمبر کی 29 کی شام۔۔۔بس وہ اداس ہوتی تھی۔۔۔دسمبر لوٹ رہا ہوتا تھا اور ہمارا جلسہ بھی اختتام پہ پہنچتا تھا۔۔۔مہمانوں کا سامان سمیٹنا اور ہم بہنوں نے چپکے چپکے رونا۔۔۔۔دل کرنا کہ اس دسمبر کو روک کر پکڑ کر پاس ہی بٹھائے رکھیں۔۔۔۔میرے بچپن کے دسمبر۔۔۔میں جانتی ہوں تو کبھی لوٹ کر نہیں آئے گا۔۔۔مگر جلسے والے دسمبر کیا تو بھی نہیں؟۔۔۔

چناب کنارے بیٹھا رہو تیری راہ کب سے تک رہا ہے کہ

تاروں سے سجالیں گے رہِ شہرِ تمنا مقدور نہیں صبح چلو شام ہی آئے

بقیہ از صفحہ نمبر 25

سورۃ الفرقان آیت 49 میں ہے وَ اَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً طَهُوْرًا ۙ

ترجمہ: اور ہم نے اتارا بادل سے پانی پاک کرنے والا۔

آج کی سائنس بھی تسلیم کرتی ہے کہ پانی ہر قسم کی کثافتوں سے پاک ہوتا ہے اور انسان اپنی پاکیزگی کے لئے پانی کو ہی استعمال کرتا ہے۔ غسل کرنا، وضو کرنا وغیرہ ایک مسلمان کی زندگی میں اس کی اہم مثالیں ہیں پھر اسی طرح وحی الٰہی کا پانی مُردوں میں نئی روح پھونک دیتا ہے اور وہ روحانی طور پر جی اٹھتے ہیں۔ سورہ طٰہٰ کی آیت 54 میں ہے

وَّ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ؕ فَاَخْرَجْنَا بِهٖۤ اَزْوَاجًا مِّنْ نَّبَاتٍ شَتّٰى

ترجمہ: اور اتارا بادل سے پانی، پھر نکالے ہم نے اس کے ساتھ جوڑے مختلف نباتات کے۔

پانی سے خدا نے ہر چیز کے جوڑے بنائے۔ ہر زوج یعنی جوڑے کا اثر قبول کر کے وہ چیز بقائے حیات میں مدد ہوتی اور اپنے کمال کو پہنچتی ہے۔ آج سائنس نے اس دعویٰ کو قبول کیا ہے۔

پانی ایک نعمت غیر مرقبہ ہے۔ اسکی قدر و منزلت میں انسان کو ہر لمحہ خدا کا شکر ادا کرنا ضروری ہے۔ جس نے ہمیں پیدائش سے پہلے ہی ان نعماء سے مستفید کیا۔ خدا تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اس دنیاوی نعمت اور روحانی پانی سے صراط مستقیم پر چلنے کی بھی توفیق دے اور جنت کی ہمیشہ بہنے والی نہروں کا بھی حقدار بنائے۔ آمین ثم آمین۔

کالے لوبیا کا سلاد

قمر النساء _____ ونی پیگ

کالا لوبیا	2 کپ (اُبلے ہوئے)
کارن	2 کپ (اُبلے ہوئے)
آواکاڈو	1 عدد
سبز و سُرخ شملہ مرچ	1 عدد
سُرخ پیاز	1 عدد چھوٹی
ٹماٹر	2 عدد
لیموں	1 عدد
سبز دھنیا	حسبِ ضرورت
نمک، کالی مرچ	حسبِ ضرورت
زیتون کا تیل	آدھا کپ

ترکیب: سلاد کی Dressing بنانے کے لئے ایک بڑے پیالے میں آدھا کپ زیتون کا تیل، آدھا چمچ نمک، آدھا چمچ کالی مرچ اور 1 عدد لیموں کا رس ڈال کر اچھی طرح مکس کر لیں۔

تمام سبزیوں کو چھوٹی چکور ٹکڑیوں کی صورت میں کاٹ لیں۔ پھر تیار شدہ Dressing میں کالا لوبیا، کارن اور تمام سبزیاں ڈال کر اچھی طرح ملا لیں۔ خوبصورتی کے لیے دھنیا کاٹ کر چھڑک لیں۔

غذائیت سے بھرپور مزیدار سلاد تیار ہے۔ کوشش کریں کہ CAN فوڈ استعمال نہ کریں۔

آنکھوں کی حفاظت

_____ عالیہ داؤد۔۔۔ پیس ویلج ایسٹ

- آنکھیں قدرت کا بیش بہا عطیہ ہیں۔ ان کی حفاظت کریں۔ چمکتی ہوئی روشن آنکھیں آپ کے چہرے کی خوبصورتی میں اضافہ کرتی ہیں۔
- رات کو سونے سے پہلے آنکھوں میں پانی کے چھینٹے ماریں۔ اگر آنکھیں کسی وجہ سے سرخ ہو جائیں تو ٹھنڈے پانی کے چھینٹے ماریں۔
- اگر آنکھیں بے رنگ ہو جائیں اور ان میں چمک نہ رہے تو کھیرے کے پتلے پتلے قتلے کاٹ کر آنکھوں پر 5-10 منٹ رکھیں۔ پھر سادہ پانی سے دھو لیں۔
- پپیتا کا روزانہ استعمال آنکھوں کو صاف اور چمکدار رکھتا ہے۔
- صبح کے وقت عرق گلاب کے چھینٹے آنکھوں پر مارنا بہت مفید ہے اس سے آنکھیں خوبصورت ہو جاتی ہیں۔
- خالص شہد آنکھوں میں لگانے سے ان میں چمک آتی ہے اور نظر تیز ہوتی ہے۔
- ٹماٹر کا جوس آنکھوں کے لئے مفید ہے۔
- چاند کی طرف مسلسل دیکھنا آنکھوں کے لئے مفید ہے۔
- سبزہ اور ہریالی آنکھوں کے لئے مفید ہے۔
- نیم گرم دودھ میں روئی بھگو کر چند منٹ آنکھوں پر رکھیں اور پھر تازہ پانی سے دھو لیں۔ اس سے آنکھوں میں قدرتی چمک اور خوبصورتی آجائے گی۔
- وٹامن اے کا استعمال آنکھوں کے لئے بہت مفید ہے۔ اس لیے گاجر کا استعمال کریں۔

جواب: شخصیات بوجھیں

(1) حضرت خدیجہؓ کی والدہ کا نام فاطمہ تھا
(2) حضرت زینب بنت جحشؓ (3) حضرت صفیہؓ
(4) حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ (5) ملکہ زبیدہ

جواب: کیا ہے؟ خالی موقعہ کے الفاظ

عیدی۔ تحفہ۔ تحائف۔ کپڑے۔ نماز۔ فرض۔ مہمان۔ زردہ۔

اس ڈھب سے کوئی سمجھے بس مدعا یہی ہے

ایک یادگار ادبی شام۔ محترمہ امتہ الباری ناصر صاحبہ کے ساتھ

عقیلہ طاہر۔ سیکریٹری اشاعت، ویسٹن از لنگٹن

دورانِ سال مرکزی ہدایات کے تحت لجنہ ممبرات کے لیئے جہاں دینی، تعلیمی، تربیتی اور تبلیغی پروگراموں کا انعقاد ہوتا ہے وہیں اُن کے ادبی ذوق کی تسکین اور اردو زبان و ادب کی ترویج کی خاطر مشاعروں کا انعقاد بھی کیا جاتا ہے۔

اسی طرح کے ایک یادگار مشاعرہ کا انعقاد مورخہ 8 اگست 2018 کو کیا گیا جو دراصل اردو زبان وادب کی معروف شاعرہ اور مصنفہ محترمہ امتہ الباری ناصر صاحبہ کے ساتھ ایک خصوصی شام تھی۔ شعبہ اشاعت لجنہ ویسٹن از لنگٹن کی درخواست پہ آپ نے مشاعرے کی دعوت ازراہ شفقت قبول کرلی، جس کے لیئے ہم آپکے شکر گذار ہیں۔

مشاعرہ کا انعقاد نماز سینٹر سے متصل ہال میں کیا گیا تھا۔ مشاعرہ کی نظامت کے فرائض فوزیہ مبشر صاحبہ نے باحسن وخوبی سرانجام دیئے۔ وقتِ مقررہ پہ تلاوتِ قرآنِ کریم سے محفل کا آغاز ہوا اور نظم کے بعد محترمہ امتہ الباری ناصر صاحبہ کا مختصر تعارف پیش کیا گیا۔ آپکی علمی کاوشوں اور جماعتی خدمات کی فہرست تو کافی طویل ہے لیکن بطور سیکریٹری اشاعت لجنہ کراچی آپ کی خدمات کا خاص طور پہ تذکرہ کیا گیا۔ مشاعرہ کے آغاز میں کچھ مقامی لجنہ کی شاعرات نے اپنے کلام سے حاضرینِ محفل کو محظوظ کیا، جن میں ڈاکٹر آنسہ شرما صاحبہ، طاہرہ نسیم صاحبہ، بشریٰ ملک صاحبہ، نجمہ رزاق صاحبہ اور فوزیہ مبشر صاحبہ شامل تھیں۔ بعد ازاں محفلِ مشاعرہ کی مہمانِ خصوصی محترمہ امتہ الباری ناصر صاحبہ کو دعوتِ کلام دی گئی۔ آپ نے اپنے خوبصورت حمدیہ، نعتیہ اور دعائیہ اشعار سے مشاعرہ کا ایک بہترین ماحول بنادیا۔ آپ نے بعض غزلوں کے ساتھ لجنہ کے اصرار پہ اپنے شگفتہ اور مزاحیہ کلام سے بھی انتخاب پیش کیا۔ آپ کے کلام سے کچھ انتخاب پیش ہے۔

ایک غزل کے چند اشعار:

میرے محبوب سے آتی ہے خدا کی خوشبو — اُس کے ہونٹوں پہ سدا حمد و ثنا کی خوشبو

اس کی ہر بات میں ہے شاہِ جہاںؐ سا لہجہ — اس کے ہر فعل میں ہے صدق وصفا کی خوشبو

کچھ مزید اشعار: یہ نسخہ آزمالینا

نہ ہو قرار تو یہ نسخہ آزما لینا — خدا کے ذکر سے دل اور زباں سجالینا

بہت کٹھن ہے گزارا محبتوں کے بغیر — ذرا سا پیار سے روٹھے ہوئے منا لینا

آپ کے کلام کا خاص پہلو آپکی شاعری میں موجود معنویت ہے جو سامعین اور قارئین کو کلام سے منسلک رکھتی ہے۔

محفل شعر و سخن سے مزین یہ حسین اور یادگار شام تقریباً دو گھنٹے جاری رہی اور دعا کے بعد حاضرین کی خدمت میں ریفریشمنٹس پیش کی گئیں۔

ذرا مسکرایئے

خاتون نے فون کمپنی کو کال کیا اور بولی! جناب میرا انٹرنیٹ صحیح کام نہیں کر رہا کیا کروں؟

کمپنی: باجی جان جب تک انٹرنیٹ ٹھیک نہیں ہوتا گھر کا کام کاج کریں۔

ٹیچر: آپ کے بیٹے کو پڑھنے کا بالکل شوق نہیں ہے

ماں: اگر وہ پڑھنے کا شوقین نہ ہو تو ہو کلاس میں چار چار سال کیوں لگاتا۔

آدمی نائی سے: بھائی صاحب بال بالکل چھوٹے کر دیں۔

نائی: کتنے چھوٹے

آدمی: اتنے چھوٹے کہ بیوی کے ہاتھ نہ آئیں

صفحہ تیار کردہ: طاہرہ نسیم۔ ریکسڈیل

صفحۂ ناصرات

نیکی اور تقویٰ ہی بزرگی کی اساس ہے

پیاری بچیو! ایک دفعہ کا ذکر ہے ایک بہت ہی مشہور بزرگ کشتی میں سفر کر رہے تھے وہ دینی تعلیم کے سلسلے میں دوسرے شہر جا رہے تھے۔ ان کے پاس اشرفیوں سے بھری ایک تھیلی تھی۔ دوران سفر ایک مسافر سے آشنائی ہو گئی تو باتوں باتوں میں اس نے ٹوہ لگائی کہ بزرگ محترم کے پاس اس رنگ کی تھیلی میں ہزار اشرفیاں ہیں۔ وہ ایک شاطر چور تھا تھوڑی دیر بعد اس نے کشتی میں شور مچا دیا کہ میری اس رنگ کی تھیلی چوری ہو گئی ہے جس میں ایک ہزار اشرفیاں تھیں کشتی پر سب کی تلاشی شروع ہو گئی تا کہ اشرفیوں کا پتہ چل سکے کہ کس نے چرائی ہیں تلاشی لینے والے ان بزرگ کے پاس بھی آئے تو ان کے پاس بھی تھیلی بر آمد نہ ہوئی سب اس شخص کو برا بھلا کہنے لگے جس نے جھوٹ بول کر فساد برپا کیا تھا۔ آخر سفر تمام ہوا اور سب مسافر اپنی منزل کی طرف گامزن ہوئے۔ وہ شخص جلدی سے بزرگ کے پاس آیا اور بولا مجھے معاف کر دیں میں نے آپ پر تہمت لگانے کی کوشش کی لیکن مجھے حیرت ہے کہ میں نے خود آپ کے پاس اشرفیوں بھری تھیلی دیکھی تھی لیکن تلاشی لینے پر آپ کے پاس کچھ نہ نکلا آپ نے وہ تھیلی کہاں کی؟ بزرگ محترم نے فرمایا جب تم نے شور مچا کر چوری کا اعلان کیا اور تلاشی شروع ہوئی تو میں نے چپکے سے وہ تھیلی دریا میں پھینک دی تھی اس شخص نے حیرانگی سے پوچھا اتنی بڑی رقم یونہی دریا میں ڈال دی۔ آپ نے فرمایا میں خدا کے محبوب رسولؐ کی احادیث مبارکہ اکٹھی کرتا ہوں بے شک وہ میری ہی دولت تھی لیکن اگر جھوٹے الزام کے بعد مجھ سے بر آمد ہوتی تو کوئی بھی میرا یقین نہ کرتا اور میں روایتِ حدیث جیسی عظیم الشان خدمت سے محروم ہو جاتا۔ میرا اعتبار کھو جاتا مجھے یہ دنیاوی دولت اس دینی دولت سے کیسے عزیز ہو سکتی تھی جو میرے دامن کا دھبہ بن جاتی۔ سبحان اللہ۔

میری پیاری ناصرات

1. کیا آپ اس واقعہ میں بیان کردہ بزرگ محترم کا نام بتا سکتی ہیں؟
2. اگر کہانی سمجھ آئی ہے تو بتائیں وہ بزرگ کس وجہ سے مشہور ہیں؟
3. ان کی مشہور کتاب کا نام بتائیں؟

جوابات:

1. حضرت امام بخاریؒ
2. حدیث مبارکہ کے راوی
3. صحیح بخاری

شخصیات بوجھیں

1. لقب طاہرہ۔ ان کی والدہ ماجدہ اور ایک بیٹی کا نام ایک جیسا تھا۔
2. رسول کریمؐ کی وفات کے بعد سب سے پہلے آپ زوجہ محترمہ کا انتقال ہوا۔
3. اصلی نام زینب تھا اور حضرت ہارون علیہ السلام کی اولاد میں سے تھیں۔
4. "زیورات میں تولی جائیگی" مشہور پیشگوئی ان کی زندگی سے منسوب ہے۔
5. مشہور عباسی خلیفہ کی زوجہ کا ایک ہنر بھی ان کے نام سے مشہور ہے۔

ایک خاص موقعہ کے الفاظ ہیں انہیں ڈھونڈیئے

ن	ا	ج	ب	ک	ل	گ	ط
م	ء	ص	ج	ع	ش	ف	م
ا	ن	ے	ع	ت	ح	ف	ہ
ز	ج	م	ک	ی	ش	ر	م
ء	ر	ی	ٹ	پ	د	ن	ا
و	ک	د	ل	ث	ڑ	ی	ن
ج	چ	ا	ہ	ح	پ	ے	ی
ظ	ص	و	ذ	ژ	ء	ت	ل

جوابات کسی اور صفحہ پر تلاش کریں

کہانی کے مشکل الفاظ کے معانی

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
اشرفی	سونے کا سکہ	بر آمد ہونا	کسی چیز کا ملنا
فساد	شرارت	گامزن ہونا	روانہ ہونا
تہمت	الزام	دھبہ	نشان
آشنائی	دوستی	ٹوہ لگانا	پتہ کر لینا
شاطر	چالاک		